ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
28
www.tanzeem.org
یکم تا 7 شعبان المعظم 1431ھ/ 13 تا 19 جولائی 2010ء

اس شمارے میں

"انڈر ڈاگ"

عصر حاضر کی اسلامی ریاست

اثبات آخرت کے لیے قرآن مجید کا اسلوب

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: وہ ایک چراغ تھا جو بجھ گیا

گو ہر شب چراغ

یورپ کی روشن خیالی کہاں گئی؟

ہر محبِ دین کی طرف سے پیش قدمی!

افغانستان پر مسلط کردہ امریکی جنگ: چند حقائق

مژدہ سنادو منافقین کو!

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

حق کے لیے تعصب کیا ہے؟

اگر تعصب کا مطلب یہ ہے کہ آدمی فکری جمود، حد بندیوں اور تنگنائیوں میں محصور ہو اپنی ہی خواہشات اور من گھڑت افکار سے چمٹا رہے اور باطل سے دامن وابستہ رکھے، چاہے اس کی خرابیاں اور غلاظتیں منظرِ عام پر آچکی ہوں تو اس طرح کا تعصب یقیناً بُری اور قابلِ مذمت صفت ہے، جس کا ہم انکار کرتے ہیں اور اپنے لیے اور اپنی قوم کے لیے سخت ناپسند کرتے ہیں۔

لیکن اگر تعصب کا مفہوم یہ ہو کہ حق کا احترام کیا جائے، اہل حق کی تکریم کی جائے، ان کو تقویت بہم پہنچائی جائے اور ان کے دشمنوں سے نفرت کی جائے تو اس تعصب کے ہمراہ ایمان و جہاد کا سرمایہ ہوتا ہے اور اس صفت سے کوئی دیندار آدمی خالی نہیں ہوسکتا۔

دنیا میں آج
حقائق ہیں جنہیں کمزوری، دور ماندگی نے سطحی اور سستا بنا رکھا ہے
حقوق ہیں جنہیں سرکش قوتوں نے ہڑپ لیا ہے
بیہودہ طاقتیں ہیں، ظلم وعدوان جن کا پسندیدہ مشغلہ ہے
حرص وہوس کے غلام مسلمان ہیں جو اپنی مدافعت بھی نہیں کرسکتے۔ لگتا ہے کہ گدھ ہماری سرزمین پر منڈلا رہے ہیں۔

کیا یہ دردناک صورت حال ہمیں بیدار نہیں کرتی کہ ہم اپنی حیثیت کو پہچانیں، ہم یہ معلوم کریں کہ اللہ کا کون سا پیغام ہمارے پاس ہے؟ اور اگر ہم اپنے دین اور اپنی تاریخ کی اہمیت بڑھا سکیں اور مستقبل کے راستے کو روشن وتابناک بناسکیں تو ہم خود اپنی اور پوری دنیا کی کیا خدمات انجام دے سکتے ہیں۔

دعوت اسلامی
محمد الغزالی

سورۃ التوبہ

(آیت:7)

ڈاکٹر اسرار احمد

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

''بھلا مشرکوں کے لئے (جنہوں نے عہد توڑ ڈالا) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک عہد کیونکر (قائم) رہ سکتا ہے؟ ہاں جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کے نزدیک عہد کیا ہے اگر وہ (اپنے عہد پر) قائم رہیں تو تم بھی (اپنے قول وقرار پر) قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

معاہدہ صلح حدیبیہ کو خود قریش کے حلیف قبیلے نے توڑ دیا تو مکے کا سردار ابوسفیان خود چل کر مدینۃ النبی میں آیا اور تجدید صلح کے لیے گزارش کی، مگر آپؐ نے صلح کی تجدید نہیں کی۔ اس نے اس ضمن میں سفارشیں بھی کروائیں۔ مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعے کوشش کی۔ پھر اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے جو حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ اُنہوں نے بھی کوئی حوصلہ نہ دیا، بلکہ وہاں تو واقعہ ہی اور ہو گیا کہ ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگے تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ابا جان ذرا ٹھہریئے! وہ کھڑے رہ گئے تو بستر طے کر دیا اور کہا اب بیٹھ جایئے۔ سردار قریش نے یہ دیکھا تو کہا کہ یہ بستر میرے لائق نہیں تھا یا میں اس کے لائق نہیں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ابا جان آپ اس بستر کے لائق نہیں۔ یہ نبی کا بستر ہے، آپ مشرک ہیں۔ اب کہا کہ اچھا ان سے میری سفارش کرو۔ معلوم ہوا کہ وہ گئے تو تھے اس لیے کہ بیٹی سے سفارش کرائیں گے مگر وہاں تو شاید زبان بھی نہ کھل سکی۔ اس وقت ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگوں نے چہ میگوئیاں کی ہوں کہ دیکھئے یہ اچھی بات نہیں، صلح اچھی ہوتی ہے۔ یہ قریش کا سردار آیا ہے، گڑگڑا رہا ہے، سفارشیں کرا رہا ہے۔ حضور کیوں صلح نہیں کر رہے۔ صلح کر لینی چاہیے۔ اس پس منظر ہی میں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک مشرکین کے لیے کوئی عہد کیسے ہو سکتا ہے، سوائے اس کے جن کے ساتھ تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا تھا یعنی صلح حدیبیہ۔ تو جب تک وہ اس پر قائم رہیں اور سیدھے رہیں تو تم بھی سیدھے رہو۔ بے شک اللہ متقین کو پسند کرتا ہے۔ جب تک انہوں نے عہد نہیں توڑا، اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی معاہدے کی پوری پوری پابندی کی۔ لیکن جب کفار کی طرف سے معاہدہ توڑ اجا چکا تو اب معاہدے کی تجدید لازم نہ تھی۔ حضور ﷺ کو پورا اندازہ ہو چکا تھا کہ اب ان مشرکین میں اتنا دم نہیں ہے کہ وہ مقابلہ کر سکیں۔ اگر ایسے وقت میں معاہدہ کی تجدید ہو جاتی تو کفر اور شرک کے علمبرداروں کو مزید موقع مل جاتا، کہ وہ حرم کے اندر من مانی کرتے۔ اس لیے معاہدے کی تجدید نہیں کی گئی۔

فرمانِ نبوی

اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَةٍ وَ دِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَ دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى أَهْلِكَ))

(رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دینار وہ ہے جس کو تو نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جس کو تو نے گردن آزاد کرنے میں خرچ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جس کو تو نے کسی مسکین پر صدقہ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جس کو تو نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا۔ ان میں سب سے زیادہ ثواب اس دینار پر ہے جس کو تو نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

”انڈر ڈاگ“

حضرت علی ہجویریؒ کے مزار پر ان دہشت گردوں نے خون کی ہولی کھیلی ہے جن درندوں کے منہ کو انسانی خون لگ چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے پاکستان خون ریز بم دھماکوں کی زد میں ہے جس سے بے گناہ اور معصوم شہری شہید ہو جاتے ہیں۔ یہ خونریز بم دھماکے آغاز میں بازاروں اور پارکوں میں ہوئے، بعدازاں درندوں نے مساجد اور بزرگانِ دین کے مزاروں کو بھی انسانی خون سے نہلا دیا جس سے ہزاروں خاندان اپنے چشم و چراغ کھو بیٹھے، ہزاروں افراد زندگی بھر کے لیے معذور ہو کر دوسروں کے محتاج ہو گئے اور معاشرے کے لیے بوجھ بن گئے۔ ہر حادثہ اور ہر سانحہ ہمارے لیے جانکاہ تھا۔ ہر دہشت گردی کی واردات نے ہمارے سینہ کو غم واندوہ کے تیروں سے چھلنی کر دیا ہے، ہمارے دل کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کیا۔ اِن خونی وارداتوں سے ہمارے حواس شدید دباؤ میں آ جاتے ہیں۔ یہی کیفیت ہماری ہر ڈرون حملے میں اپنے قبائلی بھائیوں کی شہادت پر ہو جاتی ہے۔ لیکن قوم بے چارگی اور بے بسی کی تصویر بنی ہوئی ہے۔

ہماری رائے میں یہ خون خرابہ ہمارے دشمن، اسلام کے دشمن اور پاکستان کے دشمن کر رہے ہیں اور اشارہ اُن کی طرف کر دیتے ہیں جن کی رگوں میں ہمارا ہی خون دوڑ رہا ہے، جنہوں نے ہماری ہی ماؤں کا دودھ پیا، جو ہمارے ہم نظریہ اور ہم مذہب ہیں۔ اور ہمارے حکمران جو ذہناً غلام ہیں، جو ڈالروں کے لیے اپنی عافیہ اُن کے حوالے کر دیتے ہیں، جو ایمان اور وطن کے مفادات کو بیچ کر کرسی خریدتے ہیں وہ نہ آؤ دیکھتے ہیں نہ تاؤ اور اپنوں پر بندوقیں تان لیتے ہیں۔ تاریخ سے سبق حاصل کرنا تو دور کی بات ہے، یہ حکمران حال کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ نوشتہ دیوار سے بھی نظریں چرا لیتے ہیں۔ یہ سمجھ بوجھ کر اور زمینی حقائق کا آنکھوں سے نظارہ کر کے بھی خود کو اور دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ کیا عراق میں اِن ہی غاصب، ظالم اور جابر امریکیوں نے کبھی امام ابوحنیفہؒ اور کبھی امام موسیٰ کاظم کے مزار پر بم حملے کر کے شیعہ سنی فسادات نہیں کرائے تھے؟ کیا امریکی فوجی عربی لباس پہنے مسلح حالت میں عراق کے مختلف مزاروں پر رنگے ہاتھوں پکڑے نہیں گئے؟ پھر امریکی فوجیوں نے تھانوں پر حملے کر کے اِن دہشت گردوں کو چھڑوایا نہیں تھا؟ کیا ہمارے حکمران نہیں جانتے کہ جن جرنیلوں نے یہ حکمت عملی اختیار کر کے بغداد میں مسلمانوں کے درمیان کشیدگی پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی اُنہیں افغانستان میں متعین کیا گیا ہے؟ افغانستان میں تو کوئی فرقہ وارانہ معاملہ سرے سے وجود ہی نہیں رکھتا۔ اِن جرنیلوں کو افغانستان میں لایا ہی اس لیے گیا کہ وہ پاکستان میں فرقہ وارانہ آگ بھڑکا کر پاکستان کی سلامتی مسئلہ بنا دیں۔ پھر افواج پاکستان کو مجبور کیا جائے کہ جیسے اُس نے قبائلی علاقوں میں آپریشن کر کے امریکی افواج کی مدد کی ہے افغانستان کے اندر بھی طالبان کے خاتمے کے لیے اور اُنہیں فتح سے ہمکنار کرنے کے لیے مکمل طور پر مدد کرے۔

مصیبت یہ ہے کہ ہماری قیادت بدترین شکست خوردگی اور ذہنی غلامی کی حالت میں ہے۔ امریکہ سے وزارتِ خارجہ کا دوسرے درجہ کا افسر آتا ہے تو ہماری قیادت سر کے بل کھڑی ہو جاتی ہے۔ کس کس بات کا رونا روئیں؟ ہمارے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی رسوائے زمانہ کیری لوگر بل کے تحت انتہائی ہتک آمیز انداز میں ملنے والی امداد کی دستاویز کو پریس کے سامنے لہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تاریخی دستاویز

تا خلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ | لاہور

ندائے خلافت

جلد 19 | یکم تا 7 شعبان المعظم 1431ھ | 13 تا 19 جولائی 2010ء | شمارہ 28

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا--------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پاکستان کی سیاسی قیادت شکست خوردگی کے جس مرض میں قائداعظم اور لیاقت علی خان کی رحلت کے بعد مبتلا ہوئی تھی، یہ مرض بڑھتا چلا گیا۔ اس مرض سے نجات حاصل کرنے کے لیے نہ دعا کی گئی اور نہ دوا۔ لیکن شر سے کبھی کبھی کوئی خیر بھی برآمد ہو جاتا ہے۔ نائن الیون کے بعد جب پاکستان اور امریکہ کی سیاسی و عسکری قیادت شیر و شکر ہو گئی تو یہ شکست خوردگی کا مرض وبائی ثابت ہوا۔ امریکیوں کی بول چال اور پالیسی سازی سے یہ ظاہر ہونا شروع ہو گیا کہ اُن کی ذہنیت بھی شکست خوردگی کا شکار ہو رہی ہے۔ پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مہینوں کی مشاورت کے بعد صدر اوباما نے جو افغان پالیسی کا اعلان کیا وہ صرف احمقانہ ہی نہ تھا بلکہ اعترافِ شکست کا واضح اعلان بھی تھا۔ انگریزی کی ایک اصطلاح ہے underdog یعنی ہارنے والا۔ اس اصطلاح کو اُس شخص کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس کے دماغ میں یہ پیوست ہو جائے کہ شکست اُس کا مقدر بن چکی ہے۔ اردو میں اِسے شکست خوردہ ذہنیت کہا جاتا ہے۔ درحقیقت امریکہ اور پاکستان کی قیادت پر اس اصطلاح کا اس وقت بہترین انطباق ہوتا ہے۔

یہ متوقع شکست اگر حقیقت کا روپ دھارتی ہے تو عام خیال یہ ہے کہ امریکہ کی سپریم پاور ہونے کی حیثیت بری طرح متاثر ہو گی۔ لیکن پاکستان اگر اس اتحاد سے الگ نہیں ہوتا تو اس صورت میں یہاں بدترین انتشار اور انارکی پھیلنے کا خدشہ یقین کی حد تک ہے، جس کے نتیجہ میں مزید شکست و ریخت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ہمارے کرنے کے کاموں میں سے اولین یہ ہے کہ ہم فوری طور پر اس اتحاد سے علیحدگی اختیار کریں، پھر قبائلی علاقوں میں اپنے ناراض لوگوں سے مذاکرات کریں، اِن سے مل کر اُن گروپوں کے خلاف اقدام کریں جو امریکی یا بھارتی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ اندرون ملک ہر سطح پر اتحاد کی فضا قائم کی جائے خصوصاً مذہبی رواداری کا مظاہرہ کیا جائے۔ تمام مسالک کے علماء کرام مل بیٹھیں اور دشمن کے اِن عزائم کو ناکام بنا دیں جو وہ مذہبی منافرت پھیلانے کے لیے کبھی مساجد اور کبھی مزاروں پر بم دھماکے کروا کر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ طالبان نے بھی واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ علی ہجویریؒ کے مزار پر بلیک واٹر کے ایجنٹوں نے دھماکہ کیا ہے۔ آخر میں ہم پھر حکومت سے کہیں گے کہ وہ شکست خوردہ ذہنیت سے نجات حاصل کرے۔ اگر نہتے طالبان دنیا بھر کی فوجوں اور جدید ترین ٹیکنالوجی کو ناکوں چنے چبوا سکتے ہیں تو ہم کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ ہم امریکی غلامی سے نجات حاصل کر کے اور اللہ کی غلامی اختیار کر کے پاکستان کو سپریم پاور بنا سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ

یہ تحریر اختتام کو پہنچی تھی کہ یہ نیوز بریک ہوئی کہ آئی ایس آئی نے حکومت کو واضح کیا ہے کہ پاکستان میں غیر ملکی قوتیں دہشت گردی کی وارداتیں کروا رہی ہیں۔ گویا جو ہم نے سمجھا جانا اور تحریر کیا، آئی ایس آئیں اُس کی تصدیق کرتی ہے۔

☆☆☆

بیابہ مجلس اسرار

عہد حاضر کی اسلامی ریاست

عہد حاضر کی اسلامی ریاست کے ضمن میں ہمیں بنیادی اصول قرآن وسنت اور دورِ خلافت راشدہ سے اخذ کرنے ہوں گے اور ان کے ساتھ انسان کے تمدنی ارتقاء کے نتیجے میں وجود میں آنے والے جملہ اداروں کی پیوندکاری بھی کرنی ہوگی، اس شرط کے ساتھ کہ ان کے اصول و قواعد یا معمولات و روایات میں جو چیزیں قرآن وسنت کی نصوص کی رو سے حرام ہوں ان کی قطع و برید اور تراش خراش کر دی جائے۔ اس لیے کہ جن اعلیٰ اقدار تک انسان نے اپنے اس طویل تمدنی ارتقاء کے ذریعے رسائی حاصل کی ہے، واقعہ یہ ہے کہ وہ سب علامہ اقبال کے قول کے مطابق اصل میں ''نورِ مصطفیٰ'' (ﷺ) ہی سے مستعار ہیں اور اس سفر کے دوران انسان نے جو ادارے تشکیل دیئے ہیں وہ نوعِ انسانی کی مشترک میراث ہیں اور ان اعلیٰ اقدار اور ان سیاسی و تمدنی اداروں کی برکات سے انسان صرف اس لیے محروم رہ گیا ہے، اور بحر و بر میں فساد اس لیے رونما ہو گیا ہے کہ اس نے فرعون اور نمرود کی پیروی کرتے ہوئے حاکمیت مطلقہ کا مدعی بن کر خود ''شارع'' یعنی قانون ساز کی حیثیت اختیار کر لی ہے اور اگر آج بھی آسمانی ہدایت و شریعت اور تمدنی ارتقاء کے ثمرات کو یکجا کر دیا جائے تو بائبل کی اصطلاح کے مطابق ''زمین پر آسمان کی بادشاہت'' قائم ہو جائے گی اور وہ عالمی نظام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ وجود میں آ جائے گا جس کے قیام کی صریح اور قطعی پیش گوئیوں کے ساتھ ساتھ اس کی کیفیات کے بارے میں حدیث نبویؐ میں یہ الفاظ مبارکہ بھی وارد ہوئے ہیں کہ: ''اس سے آسمان والے بھی خوش ہوں گے اور زمین والے بھی۔ چنانچہ اس وقت آسمان بھی نعمتوں کی موسلا دھار بارش برسائے گا اور زمین بھی اپنی نباتات و برکات کے سارے خزانے باہر نکال دے گی!''

اثباتِ آخرت کے لیے قرآن مجید کا اسلوب

اور

ایمان بالآخرۃ کے حوالے سے چند حقائق

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 2 جولائی 2010ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

[سورۃ التغابن کی آیات 7 تا 10 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات محترم! پچھلے جمعہ آیات قرآنی کے حوالے سے بتایا گیا تھا کہ انسان کے لیے سب سے بڑی خبر (نبأ عظیم) آخرت کی خبر ہے۔ اس لیے کہ آخرت وہ حقیقت ہے، جس سے انسان بالکل بے خبر ہے۔ سورۃ البقرہ کے آغاز میں بتایا گیا کہ قرآن مجید اہل تقویٰ کے لیے ہدایت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس آسمانی ہدایت سے فائدہ صرف وہی لوگ اُٹھائیں گے جن میں حشیت اور خدا خوفی ہوگی۔ پھر آگے اہل تقویٰ کی صفات میں ایک صفت یہ بیان کی گئی کہ ﴿وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝﴾ ”وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں“۔ گویا قرآن سے استفادہ کے لیے دل میں آخرت کا یقین ہونا ضروری ہے۔ پس جس دل میں آخرت کا یقین اور محاسبہ کی فکر نہیں اُس میں تقویٰ نہیں، اور جو دل تقویٰ سے خالی ہے وہ قرآنی ہدایت سے مستفید نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید نے انذار آخرت کے لیے چونکا دینے اور جھنجھوڑنے کا انداز اختیار کیا ہے۔ جیسے سورۃ الحاقہ میں فرمایا:

﴿اَلْحَآقَّةُ ۝١ مَا الْحَآقَّةُ ۝٢ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝٣ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝٤﴾

”سچ مچ ہونے والی۔ سچ مچ ہونے والی کیا ہے؟ اور تم کو کیا معلوم کہ سچ مچ ہونے والی کیا ہے؟ کھڑکھڑانے والی جس کو ثمود اور عاد (دونوں) نے جھٹلایا ہے۔“

سورۃ القارعہ میں ارشاد ہوا

﴿اَلْقَارِعَةُ ۝١ مَا الْقَارِعَةُ ۝٢ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝٣﴾

”کھڑکھڑانے والی۔ کھڑکھڑانے والی چیز کیا ہے؟ اور تم کیا جانو کہ کھڑکھڑانے والی چیز کیا ہے؟“

سورۃ العصر میں فرمایا:

﴿وَالْعَصْرِ ۝١ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝٢﴾

”عصر کی قسم۔ کہ انسان نقصان میں ہے۔“

ایمان بالآخرۃ کی دعوت کے لیے جھنجھوڑنے کے اِس انداز کے علاوہ قرآن مجید نے ایک اور اسلوب بھی اختیار کیا ہے، جو کہ قرآن مجید کا بات سمجھانے کا مستقل اسلوب ہے۔ یہ اسلوب کئی مقامات پر ملتا ہے۔ بطور حوالہ دو مقامات پیش کیے جاتے ہیں۔ سورۃ القیامہ میں فرمایا:

﴿لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝١ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝٢﴾

”ہم کو روز قیامت کی قسم۔ اور نفس لوامہ کی (کہ سب لوگ اُٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے)“

یعنی قیامت کا دن جس کا ممکن ہونا عقل سے اور متیقن الوقوع ہونا ایسے مخبر صادق کی خبر سے ثابت ہو چکا ہے، جس کو اے اہل مکہ تم خود ”الصادق“ اور ”الامین“ کا لقب دے چکے ہو، اُس یوم قیامت کی قسم اور پھر نفس ملامت گر کی قسم، تم لازماً دوبارہ اُٹھائے جاؤ گے۔ نفس کی تین حالتیں ہیں۔ اُن میں سے ایک نفس لوامہ ہے۔ یہاں اِسی کی قسم کھائی گئی ہے۔ درحقیقت انسان میں ضمیر اور نفس ملامت گر کی موجودگی اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ اِس دنیا کے علاوہ کوئی اور عالم بھی ہونا چاہیے، جہاں پورا پورا عدل ہو۔ اس لیے کہ دنیا میں اعمال کے نتائج ضمیر کے فیصلے کے مطابق نہیں نکلتے۔ یہاں نیک لوگوں کو اُن کی نیکی کا صلہ نہیں ملتا۔ اُن کی یہاں قدر نہیں ہوتی۔ وہ بالعموم جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں۔ وہ قناعت اور راستی کی زندگی گزارتے ہیں، سچائی اور دیانتداری کو اپنا شعار بناتے ہیں، لیکن اُن کے لیے قافیہ حیات تنگ ہو جاتا ہے۔ قدم قدم پر مشکلات اُن کا راستہ روکے کھڑی ہوتی ہیں۔ اِس کے برعکس وہ لوگ جن کا کوئی اصول نہیں ہوتا، جو ”جس کی لاٹھی اُس کی بھینس“ کے جنگلی قانون کے تحت دوسروں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیتے ہیں، وہ اکثر یہاں کامیاب نظر آتے ہیں اور پھلتے پھولتے ہیں۔ وہ قانون سے بھی بالاتر ہوتے ہیں۔ انہیں یہاں کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ انہیں کبھی سزا نہیں ملتی، اگر ملتی بھی ہے تو وہ اُن کے جرم کے بقدر نہیں ہوتی۔ لہٰذا انسانی ضمیر یہ تقاضا کرتا ہے کہ کوئی ایسا عالم ہونا چاہیے جہاں مکافاتِ عمل ہو، جہاں نیکوکاروں کو اُن کی نیکی اور سچائی کی پوری پوری جزا ملے اور گناہگار اور سرکش لوگ اپنے جرائم کی پوری پوری سزا پائیں۔ نفس ملامت گر کی یہ پکار بھی گویا اثباتِ آخرت کی ایک دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کو تو انسان ہر دور میں کسی نہ کسی انداز سے مانتا چلا آیا ہے۔ مشرکین عرب بھی اللہ تعالیٰ کو کائنات کا خالق مانتے تھے۔ وہ اگرچہ بے شمار بتوں کے پجاری تھے، مگر یہ نہیں کہتے تھے کہ لات ومنات اور عزیٰ ہمارے اور زمین وآسمان کے خالق ہیں، بلکہ یہی کہتے کہ خالق کائنات اللہ تعالیٰ ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے انکارِ آخرت کے حوالے سے آگے فرمایا کہ

﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝٣ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝٤﴾

”کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اُس کی (بکھری ہوئی) ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟ ضرور کریں گے (اور) ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس (کے ہاتھوں کی انگلیوں) کی پور پور درست کر دیں۔“

یعنی جب مرنے کے بعد تم گل سڑ جاؤ گے اور مٹی میں مل جاؤ گے، تو ہم نہ صرف تمہاری ہڈیاں جمع کر کے تمہیں دوبارہ زندہ کریں گے، بلکہ ہم تو اس پر بھی قدرت رکھتے ہیں کہ تمہاری انگلیوں کی پور پور کو درست کر دیں۔ اس میں انسان کے فنگر پرنٹس ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفت خلاقی کا بہت بڑا مظہر ہیں۔ فنگر پرنٹس سے آج دنیا فائدے اُٹھا رہی ہے۔ امریکہ آپ کے فنگر پرنٹس لیتا ہے، آپ کے فٹ پرنٹس حاصل کرتا ہے، بلکہ آپ کی آنکھوں کا عکس لے کر اُسے بھی محفوظ کر لیتا ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن میں کوئی بھی دو انسان آپس میں مشابہ نہیں ہوتے۔

﴿بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ ⑤﴾

”مگر انسان چاہتا ہے کہ آگے کو خود سری کرتا جائے۔“

فرمایا، اصل مسئلہ یہ نہیں کہ تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ دوبارہ کیسے زندہ کیے جاؤ گے، بلکہ آخرت کا انکار تم اس لیے کر رہے ہو کہ تم گناہوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ تم جن حرام کاموں کے عادی ہو چکے ہو، انہیں ترک کرنے کے لیے تیار نہیں۔ قیامت کو مانو گے تو گناہ آلودہ زندگی سے تمہیں توبہ کرنی پڑے گی اور یہ تمہیں گوارا نہیں۔ لہٰذا بہانہ یہ بناتے ہو کہ دوبارہ پیدا ہونا ممکن ہی نہیں، اصل زندگی یہی دنیا کی زندگی ہے اور یہی سب کچھ ہے، اس کے علاوہ اور کوئی عالم نہیں۔ یعنی

ع بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔

آگے فرمایا:

﴿یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ⑥﴾

”پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا؟“

جب انسان لاجواب ہو جائے تو کٹ حجتی پر اُتر آتا ہے۔ مشرکین کسی صورت آخرت کو ماننے کو تیار نہ ہوئے تو طرح طرح کی باتیں بنانے لگے۔ آپؐ سے کہتے، یہ بتائیں قیامت کب آئے گی؟ اس کا ٹائم ٹیبل کیا ہے؟ کٹ حجتی کا یہ انداز ہر دور میں منکرین حق نے اپنایا ہے۔

سورۃ التغابن میں بھی عقیدۂ آخرت کی وضاحت کے لیے یہی اسلوب اپنایا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿زَعَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا ۭ﴾

”جو لوگ کافر ہیں اُن کا اعتقاد ہے کہ وہ (دوبارہ) ہرگز نہیں اُٹھائے جائیں گے۔“

اس کا جواب یہ دیا کہ:

﴿قُلْ بَلٰى وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ⑦﴾

”کہہ دو کہ ہاں ہاں میرے پروردگار کی قسم! تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے، پھر جو کام تم کرتے رہے ہو وہ تمہیں بتائے جائیں گے اور یہ (بات) اللہ کو آسان ہے۔“

نبی اکرم ﷺ سے کہلوایا جا رہا ہے کہ لوگو! آگاہ ہو جاؤ تمہیں لازماً دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اگر تم مجھے واقعی الصادق اور الامین مانتے ہو تو جان لو کہ میں اپنے رب کی قسم کھا کر کہتا ہوں تم لازماً دوبارہ اُٹھائے جاؤ گے۔ میری صداقت و امانت اس بات کی دلیل ہے کہ میں جو کہہ رہا ہوں وہ حق اور سچ ہے۔ یوم حساب تمہارے تمام اعمال کو جو تم نے دنیا میں جو کام کیے تھے تمہارے سامنے لایا جائے گا۔ ذرّہ برابر عمل بھی تمہارے سامنے آ جائے گا۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے مشکل ہو۔ اللہ خالق کائنات اس کے لیے یہ بالکل آسان ہے۔

اب ایمان کی دعوت دی گئی ہے:

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ⑧﴾

”تو اللہ اور اُس کے رسول پر اور نور (قرآن) پر جو ہم نے نازل کیا ہے، ایمان لاؤ۔ اور اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔“

اگر تمہیں زندگی کی حقیقت سمجھ آ گئی، اس بات کا ادراک ہو گیا ہے کہ مرنے کے بعد جی اُٹھنا ہے تو پھر ایمان لانے میں دیر کاہے کو ہے۔ اب تمہیں چاہیے اللہ پر اُس کے رسول کریم ﷺ پر اور اُس کتاب مقدس (قرآن حکیم) پر ایمان لے آؤ جو نبیؐ پر اتاری گئی ہے۔ یہ بات یاد رکھو جو کچھ بھی تم کرتے ہو، اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ تمہارے ہر عمل کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے۔ کراماً کاتبین تمہاری ہر ادا اور ہر فعل کو نوٹ کر رہے ہیں۔ روز محشر یہ سب کچھ تمہارے سامنے لے آیا جائے گا۔ یہی ہار جیت کے فیصلے کا دن ہے۔

﴿یَوْمَ یَجْمَعُكُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ﴾

”جس دن وہ تم کو اکٹھا ہونے (یعنی قیامت) کے دن اکٹھا کرے گا، وہ نقصان اٹھانے کا دن ہے۔“

ایمان کی پرزور دعوت کے بعد ایمان لانے اور نیک اعمال انجام دینے والوں کی جزا کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ وَیُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ⑨﴾

”اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے، وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دے گا اور باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، داخل کرے گا۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔“

ایمان لانے اور عمل صالح انجام دینے والوں کا صلہ جنت ہے۔ اور یہ وہ صلہ ہے جو انسان کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی کامیابی بھی اس کامیابی کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ بلکہ دنیا

پریس ریلیز: 02 جولائی 2010ء

حافظ عاکف سعید

حضرت علی ہجویریؒ کے مزار پر بم دھماکے مختلف مسالک کو باہم لڑانے کی بیرونی سازش کا حصہ ہیں

ایم کیو ایم کے سینیٹر عبدالخالق پیرزادہ کا موجودہ عائلی قوانین کو غیر اسلامی قرار دینا خوش آئند ہے

ایم کیو ایم اگر غیر شرعی عائلی قوانین کے خلاف آواز اُٹھائے گی تو ہم اُس کا زبردست خیر مقدم کریں گے

حضرت علی ہجویریؒ کے مزار پر بم دھماکے مختلف مسالک کو باہم لڑانے کی بیرونی سازش کا حصہ ہیں۔ حکومت کی نااہلی یہ ہے کہ وہ نہ صرف ایسے واقعات کی روک تھام میں ناکام ہو چکی ہے، بلکہ اُنہیں خودکش حملہ قرار دے کر اپنی ذمہ داری سے بری الذمہ ہونے کی کوشش کرتی ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے جامع مسجد قرآن اکیڈمی میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کیا۔ انہوں نے کہا کہ کراچی میں محرم کے جلوس پر بم دھماکے کو خودکش حملہ قرار دینے کی پوری کوشش کے باوجود تحقیقات سے یہ بات سامنے آ چکی ہے کہ وہ ریموٹ کنٹرول بم تھا جو ایک ایمبولینس میں نصب کیا گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ماضی میں ایسے واقعات میں بلیک واٹر، موساد اور را جیسی پاکستان دشمن ایجنسیاں ملوث پائی گئی ہیں لیکن ثبوت ہونے کے باوجود حکومت کی خاموشی ناقابل فہم ہے۔ تاہم لاہور کے حالیہ سانحے کے بعد ہمارا امتحان یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے پر الزامات کی بجائے دشمن کی سازش کو سمجھیں کہ یہ واقعات پاکستانی قوم پر دباؤ بڑھانے کی سازش کا حصہ ہیں، لہٰذا ہمیں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

خطاب جمعہ کے دوران امیر تنظیم اسلامی نے ایم کیو ایم کے سینیٹر عبدالخالق پیرزادہ کی جانب سے پاکستان کے موجودہ عائلی قوانین کو غیر اسلامی قرار دینے کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایم کیو ایم اگر ایک جماعت کی حیثیت سے غیر شرعی عائلی قوانین کے خلاف آواز اُٹھائے گی تو ہم اُس کا زبردست خیر مقدم کریں گے۔ اُنہوں نے واضح کیا کہ اِس ملک کی سلامتی اور تحفظ کا انحصار صرف اور صرف ایک بات پر ہے کہ ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کر دیا جائے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی پاکستان)

کی کامیابی اور ناکامی تو حقیقی ہیں ہی نہیں، یہ تو آزمائش و امتحان کے لیے ہیں۔ حقیقی کامیابی یا ناکامی تو یومِ حساب کی کامیابی یا ناکامی ہے۔

مؤمنین صادقین کی کامیابی کے بعد اب منکرینِ حق کے انجامِ بد کا ذکر کیا گیا ہے۔

﴿وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۱۰﴾﴾

''اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی اہلِ دوزخ ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔''

انکار دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ زبان سے ہی برملا حقیقت کو رد کر دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ زبان سے تو بات مانی جائے، مگر عمل یہ بتا رہا ہو کہ آپ مان نہیں رہے۔ یہ تکذیب عملی ہے۔ تو جو لوگ کفر کریں گے، حق کو جھٹلائیں گے ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا، جو بہت ہی بُری جگہ ہے۔

اثباتِ آخرت کے لیے یہ تو قرآن مجید کا انداز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آخرت کی عظیم خبر کی جانب لوگوں کو جس انداز سے متوجہ کیا ہے، اب اُسے بھی ملاحظہ کیجیے۔ آپؐ کے بالکل ابتدا کی دور کے خطبات میں سے ایک بہت ہی پیارا خطبہ ہے، جس میں آپؐ نے فرمایا: ''لوگو! تم جانتے ہو کہ رائد (راہبر، گائیڈ) اپنے قافلے والوں کو کبھی دھوکا نہیں دیتا۔ خدا کی قسم! اگر (بفرضِ محال) میں تمام انسانوں سے جھوٹ کہہ سکتا تب بھی تم سے کبھی نہ کہتا اور اگر تمام انسانوں کو فریب دے سکتا تب بھی تمہیں کبھی نہ دیتا۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں! میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف خصوصاً اور پوری نوعِ انسانی کی طرف عموماً! خدا کی قسم تم سب مرجاؤ گے جیسے (روزانہ) سو جاتے ہو! پھر یقیناً اُٹھائے جاؤ گے جیسے (ہر صبح) بیدار ہو جاتے ہو پھر لازماً تمہارے اعمال کا حساب کتاب ہوگا اور پھر لازماً تمہیں بدلہ ملے گا، اچھائی کا اچھا اور برائی کا برا۔ اور وہ جنت ہے ہمیشہ کے لیے یا آگ ہے دائمی۔''

ایمان بالآخرۃ کے حوالے سے چند باتیں:

☆ ایمان بالآخرۃ جن حقائق کا مجموعہ ہے، اُن میں سے پہلی بات یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کُل زندگی نہیں ہے، بلکہ موت کے بعد ہمیں دوبارہ اُٹھایا جائے گا۔ علامہ اقبال کہتے ہیں ؎

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں، پیہم رواں، ہر دم جواں ہے زندگی

☆ یہ دنیا عارضی اور ناپائیدار ہے۔ یہاں ہم ایک محدود وقت کے لیے آئے ہیں۔ کوئی کتنا بھی زیادہ جی لے بالآخر اُسے موت کا کڑوا گھونٹ پینا ہے۔ لیکن آخرت کی زندگی دائمی اور ابدی ہے۔ وہاں موت نہیں آئے گی۔ وہاں انسان کو یا تو دائمی جنت ملے گی یا کفر و انکار کی صورت میں دائمی آگ میں جلنا پڑے گا۔

☆ نوعیت اور کوالٹی کے اعتبار سے بھی دنیا اور آخرت کی زندگی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہاں کی نعمتوں سے وہاں کی نعمتیں بہت اعلیٰ ہیں۔ اسی طرح یہاں کی سختی اور تکالیف کے مقابلے میں وہاں کا عذاب بہت بڑھ کر ہے۔ یہاں کی تکلیفوں سے انسان کبھی تو چھٹکارا پا لیتا ہے۔ اگر مصائب سے جان نہ بھی چھوٹے، تو موت بہرحال انسان کو ان سے نجات دلا دیتی ہے، مگر آخرت کے عذاب سے کسی صورت چھٹکارا نہیں ملے گا۔ جہنم میں جب انسان کی جلد جل جائے گی تو اُسے نئی جلد عطا کر دی جائے گی، تاکہ وہ ہمیشہ عذاب کی سختی جھیلتا رہے۔ (اللہ ہمیں اس سے بچائے۔ آمین)

☆ دنیا دھوکے کا سامان ہے۔ یہاں کی نعمتیں اور آزمائشیں ابتلا و امتحان کے لیے ہیں۔ اللہ کسی کو دے کر آزماتا ہے اور کسی سے لے کر آزماتا ہے۔ انسان اپنی کوتاہ نظری کے سبب دنیا کی عزت و ذلت ہی کو حقیقی خیال کرتا ہے، لیکن درحقیقت یہ دھوکہ ہے۔ اصل کامیابی و ناکامی، عزت ذلت، غم خوشی آخرت کی زندگی کی ہے، جو مرنے کے بعد ہمیں حاصل ہوگی۔ افسوس کہ انسان اس حقیقت کو بھول بیٹھتا ہے۔

☆ ازروئے قرآن انسان کا اصل مسئلہ اُخروی نجات یعنی عذابِ الیم سے چھٹکارا ہے۔ اس لیے کہ اگر وہاں ناکامی کا سامنا کرنا پڑ گیا تو یہ ایسی ناکامی نہ ہوگی جس کی تلافی ہو سکے، بلکہ یہ ہمیشہ کی ناکامی ہوگی۔ یہ ابدی خسارہ ہوگا۔

☆ دنیا مہلتِ عمل ہے۔ لہٰذا ہمیں اِس مہلت سے بھرپور فائدہ اُٹھالینا چاہیے۔ دوبارہ ہمیں یہ مہلت نہیں ملے گی۔ اس زاویہ نگاہ سے دیکھیں تو دنیا کی زندگی کی بے حد اہمیت ہے۔ اس سے فائدہ نہ اُٹھانا سخت نادانی کی بات ہے۔ اگر دل میں ایمان ہو تو کوئی بھی شخص اس حیاتِ چندروزہ کو لغویات کی نذر نہیں کر سکتا۔ قرآن حکیم میں مؤمنین کی صفات کے تذکرہ میں فرمایا:

﴿وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳﴾﴾ (المؤمنون)

''اور (مومن وہ لوگ ہیں) جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔'' وہ اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے۔ اس لیے کہ انہیں معلوم ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو کچھ یہاں بوئیں گے اُسی کا پھل آخرت میں کاٹیں گے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ آخرت میں اہلِ جنت اگر کسی بات پر حسرت و افسوس کریں گے تو ان لمحات پر کریں گے جو انہوں نے دنیا میں اس طرح گزار دیے ہوں گے کہ ان میں انہوں نے اللہ کو یاد نہیں کیا ہوگا۔ اس اعتبار سے یہ دنیا بہت قیمتی ہے کہ اس مہلتِ عمل سے فائدہ اُٹھا کر ہی ہم اپنی آخرت کو سنوار سکتے ہیں۔ اسی لیے قرآن مجید نے چونکا دینے کے انداز میں ہمیں خبردار کیا ہے:

﴿وَالۡعَصۡرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ﴿۲﴾﴾

''عصر کی قسم۔ کہ انسان نقصان میں ہے۔''

یعنی یہ تیزی سے گزرتا ہوا وقت اس بات پر گواہ ہے کہ انسان ایک مکمل تباہی سے دوچار ہونے والا ہے۔ اُسے نچنت نہیں ہونا چاہیے، اُس کا امتحانی دورانیہ بڑی تیزی سے گزر رہا ہے۔

سورۃ الانبیاء میں فرمایا:

﴿اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَهُمۡ فِیۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۱﴾﴾

''لوگوں کا حساب (اعمال کا وقت) نزدیک آپہنچا ہے اور وہ غفلت میں (پڑے اس سے) منہ پھیر رہے ہیں۔''

☆ دنیا و آخرت کی زندگی اور نعمتوں آسائشوں اور دکھوں کا کوئی تقابل ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس حوالے سے اُس حدیث میں ہمارے لیے بڑا سبق ہے جو حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو (دنیا میں) سب سے زیادہ عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا تھا، اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس سے دریافت کیا جائے گا، اے آدم کے فرزند! کیا تو نے (دنیا میں) کبھی کوئی بھلائی دیکھی تھی؟ کیا (دنیا میں) تجھ پر کوئی نعمتوں کا دور گزرا تھا؟ وہ کہے گا، نہیں! اے میرے پروردگار! اللہ کی قسم (میں نے دنیا میں کبھی کوئی بھلائی اور نعمت نہیں دیکھی) اور اسی طرح جنتیوں میں سے ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ تنگی اُٹھانے والا ہوگا، اسے جنت میں غوطہ دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ کیا تو نے (دنیا میں کبھی کوئی) تنگی دیکھی تھی؟ اور کیا تجھ پر کبھی سختی کا دور آیا تھا؟ وہ جواب دے گا، نہیں! اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! مجھ پر کبھی تنگی نہیں آئی اور نہ ہی میں نے کبھی سختی کا دور دیکھا تھا۔'' (رواہ مسلم)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں فکرِ آخرت مرحمت عطا فرمائے (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

ڈاکٹر اسرار احمدؒ......وہ اِک چراغ تھا جو بجھ گیا!

عاصم رسول کنہ، سری نگر

نطق کو سو ناز ہے تیرے لب اعجاز پر
محوِ حیرت ہے ثریا رفعت پرواز پر

عالم اسلام کے معروف عالم دین، محقق و مفکر، دانشور، مصلح اور مفسر قرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس دارفانی سے 14 اپریل کو رحلت فرما گئے۔ اِن کی وفات پر پورے عالم اسلام بالخصوص برصغیر ہندوپاک کے مسلمانوں میں غم والم کی لہر دوڑ گئی۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی وفات سے عالم اسلام ایک مدبر اور بے باک مبلغ سے محروم ہوگیا۔ علماء حق کی صف میں ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے اس کو پُر کرنا مشکل ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی ایمان افروز تقریروں نے لاکھوں کروڑوں لوگوں کے دلوں کو بیدار کیا، اِن کے دلوں میں ایمان کی جوت جگائی، لوگوں کو اسلام کے صحیح پیغام سے آشنا کرایا اور اسلام کے تئیں جو مسلمانوں کی ذمہ داریاں ہیں ان کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرتے رہیں۔ اسلام کا محدود تصور مسلمانوں کے ذہنوں میں تھا، اُنہوں نے اسلام کے مکمل ضابطۂ حیات سے واقف کرایا۔

ڈاکٹر صاحب پوری زندگی اسلام کو بحیثیت مکمل نظام زندگی لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہے۔ وہ اسلام کے محض مذہب ہونے کے نہیں بلکہ دین ہونے کے زبردست حامی اور داعی تھے۔ خود لکھتے ہیں: ''مذہب ایک جزوی حقیقت ہے۔ یہ صرف چند عقائد اور کچھ مراسم عبودیت کے مجموعے کا نام ہے جبکہ دین سے مراد ایک مکمل نظام زندگی ہے، جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو۔ گویا مذہب کے مقابلے میں دین ایک بڑی اور جامع حقیقت ہے۔ اس میں عقائد کا عنصر بھی ہے، ایمانیات ہیں، پھر اس کے مراسم عبودیت ہیں، نماز، روزہ ہے، حج اور زکوۃ ہے لیکن ساتھ ہی اس کا اپنا معاشرتی نظام، معاشی نظام اور سیاسی نظام بھی ہے۔ چنانچہ صحیح یہ ہوگا کہ یوں کہا جائے کہ اسلام صرف مذہب نہیں دین ہے''

ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے عظیم خصوصیات سے متصف کیا تھا۔ چنانچہ ان کی شخصیت میں متحرک عنصر پیدا کرنے میں علامہ محمد اقبالؒ کی انقلاب انگیز شاعری نے اہم کردا ر ادا کیا۔ ابھی ڈاکٹر صاحب پانچویں کلاس میں ہی زیر تعلیم تھے کہ اقبالؒ کی شاعری سے متعارف ہوئے۔ تھوڑا بہت ہی سمجھنے کے باوجود علامہ اقبال کے اشعار گنگنانے لگے۔ ایک جگہ رقمطراز ہیں: ''جذباتی سطح پر راقم کی شخصیت پر سب سے پہلی اور سب سے گہری چھاپ علامہ اقبال مرحوم کے اُردو کلام کی ہے۔ چنانچہ ہائی اسکول کا پورا زمانہ طالب علمی (1941ء تا1947ء) احقر نے بانگ درا، بال جبریل، ضرب کلیم اور ارمغانِ حجاز کے اشعار پڑھتے اور گنگناتے ہوئے بسر کیا، جس سے ایک جذبہ ملی میری رگ وپے میں سرایت کرگیا۔''

ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں سب سے اہم موڑ تب آیا جب وہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی فکر انگیز اور جذبہ جہاد سے لبریز تحریروں سے متعارف ہوئے۔ بعدازاں ایک طویل عرصہ اسلامی جمعیت طلبہ کے ایک فعال رکن کی حیثیت سے گزارا اور نہایت خلوص اور تندہی سے جمعیت کے مشن کی آبیاری کرتے رہے۔ اس دوران وہ مولانا مودودیؒ کے کافی قریب رہے۔ خود لکھتے ہیں: ''مولانا مودودی مرحوم ومغفور کے ساتھ راقم کے وصل وفصل کی داستان نہایت طویل ہے۔ مختصر یہ کہ 1947ء سے 1957ء تک نہایت قریبی تعلق راقم کو مولانا کے ساتھ رہا۔ ان میں 1951ء سے 1952ء تک کے دو سالوں کے دوران جبکہ راقم اسلامی جمعیت طلبہ کے صف اول کے کارکنوں میں سے تھا، مولانا سے قربت کا یہ عالم تھا کہ راقم جب چاہتا تھا، مولانا کی خدمت میں حاضر ہوجاتا تھا۔ یہاں تک کہ بعض مواقع پر فوری مشورے کے لیے راقم الحروف نے مولانا سے نصف شب کے لگ بھگ اُن کی خواب گاہ میں بھی ملاقات کی۔''

متذکرہ بالا اقتباس سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو کس درجہ کی قربت مولانا مودودیؒ سے رہی، لیکن 1955ء میں جماعت کے رکن بننے کے کچھ ہی عرصہ بعد یعنی 1957ء میں مولانا مودودیؒ اور جماعت کی پالیسی سے شدید اختلاف کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب نے جماعت کی رکنیت سے استعفادے دیا۔ ڈاکٹر صاحب کا اپنا نقطۂ نظر تھا کہ جماعت کی تحریک اپنی اصل اساسات سے منحرف ہوچکی ہے۔ لیکن یہ بات ڈاکٹر صاحب کے حق میں جاتی ہے کہ انہوں نے مولانا مودودیؒ سے اختلاف کرنے کے باوجود وسعت قلبی اور اعلیٰ ظرفی کا دامن نہیں چھوڑا اور یہ اختلافات حدود سے متجاوز ہوکر ذاتی تنقیص یا تذلیل تک نہیں پہنچے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمایئے۔ لکھتے ہیں: ''گزشتہ ڈیڑھ دوسال کے دوران راقم الحروف کے بعض اقدامات اور اس کی بعض تحریروں سے یقیناً آپ کو شدید تکلیف پہنچی ہوگی۔ لیکن خدا شاہد ہے کہ دل کے کسی بعید ترین گوشے میں بھی ان میں سے کسی اقدام یا تحریر سے آپ کی دل آزاری ہرگز مقصود نہ تھی۔ راقم الحروف کے دل میں اظہار دین حق اور اعلاء کلمۃ اللہ کا جذبہ آپ ہی کی تحریروں سے پیدا ہوا ہے۔''

جماعت سے کنارہ کشی اختیار کرنے والوں میں ڈاکٹر صاحب اکیلے نہیں تھے بلکہ اور بھی جید علماء تھے جنہوں نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب اس انتظار میں رہے کہ جماعت سے علیحدہ ہونے والے کارکن کوئی نئی جماعت تشکیل دیں گے تو میں بھی اس میں شامل ہوجاؤں، لیکن کافی گفت وشنید اور نشستوں کے باوجود جب کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوسکا تو ڈاکٹر صاحب مرحوم نے ذہن بنالیا کہ خود اپنے طور سے ایک نظم تشکیل دیں گے۔ خود لکھتے ہیں: ''میں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ اب کسی 'بڑے' کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا ہے۔ اور کوئی چلے نہ چلے اور ساتھ دے نہ دے، تن تنہا چلنا پڑا، تب بھی سفر کا آغاز کرنا ہے۔ اس کے بعد جولائی 1974ء میں راقم نے اعلان کیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ یہ چھوٹی سی تحریک اسلامی

جس کا آغاز 'دعوت رجوع الی القرآن' سے ہوا تھا اور جس نے پہلی تنظیمی ہیئت انجمن خدام القرآن کی صورت میں اختیار کی تھی، اگلے تنظیمی مرحلے میں قدم رکھے اور ٹھیٹھ دینی اصولوں پر جماعت کا قیام عمل میں لایا جائے۔اس سلسلے میں راقم نے اپنی جولائی 1972ء والی تقریر اور تنظیم اسلامی کا 1967ء والا خاکہ ایک طویل اداریے سمیت ''میثاق'' میں شائع کر دیا''۔

بہر کیف ڈاکٹر صاحب نے اپنی پوری زندگی قرآن کی ترویج اور تبلیغ میں صرف کی۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ تک قرآن کا پیغام سائنٹفک انداز سے پہنچا دینے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں خصوصی مہارت عطا کی تھی۔ حکمتِ قرآن کے پہلوؤں کو انہوں نے نہایت جامع اور مدلل انداز میں اُجاگر کیا۔قرآن کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے انہوں نے جابجا قرآن اکیڈمیز کا قیام عمل میں لایا۔اللہ تعالیٰ نے جو قوتِ لسانی موصوف کو عطا کی تھی، انہوں نے وہ قرآن کو عام کرنے میں صرف کی۔ اس پر اپنی دلی تسکین کا اظہار کچھ اس طرح کرتے ہیں:

''میرے لیے یہ احساس فی الواقع بہت اطمینان بخش ہے کہ 'دعوت رجوع الی القرآن' کے ضمن میں میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق وتیسیر اور تائید ونصرت سے اپنے حصے کا کام مکمل کر لیا ہے''۔ان کا ایک خاص وصف تھا کہ جب بھی موجودہ صورتحال پر گفتگو کرتے تھے، قرآنی آیات سے ہی استدلال کرتے تھے، اس سے یہ چیز واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیاتِ قرآنی کے مضامین اور اسرار ورموز ان کے دل پر کس درجہ منکشف کیے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو ایک مختصر تحریر میں سمیٹنا ممکن نہیں۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کے درجات بلند کرے اور ان کا دیرینہ خواب ''خلافت علیٰ منہاج النبوۃ'' کا قیام شرمندۂ تعبیر ہوجائے اور اللہ ہمیں استطاعت اور عزم عطا فرمائے کہ ہم ڈاکٹر صاحب کے مشن کو آگے بڑھانے اور پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں اپنی بہترین صلاحیتیں وقف کریں۔

ورق تمام ہوا، مدح ابھی باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لیے

گوہر شب چراغ

عبدالرشید عراقی

14 اپریل 2010ء کو داعیٔ تحریک خلافت اور مرکزی انجمن خدام القرآن کے مؤسس ڈاکٹر اسرار احمدؒ لاہور میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر صاحب نامور عالم دین، عظیم مفکر، ملت اسلامیہ کے عظیم رہنما، شیوا بیان خطیب ومقرر اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔تقریباً 55، 60 سال سے وہ ملت اسلامیہ پاکستان کی دینی خدمات انتہائی خلوص ودیانت سے انجام دے رہے تھے۔

ڈاکٹر صاحب پیشہ کے لحاظ سے ایم بی بی ایس ڈاکٹر تھے۔ کچھ عرصہ وہ اپنے اس پیشہ سے وابستہ رہے لیکن بعد میں جب جماعت اسلامی سے تعلق قائم ہوا، تو آپ نے پریکٹس کو خیر باد کہا اور ہمہ تن دین اسلام کی نشر واشاعت میں مصروف ہوگئے۔ آپ کی زندگی کا مشن قرآن مجید کی تعلیم کو عام کرنا تھا۔ اس کے لیے لاہور کے مختلف مقامات پر درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ درس قرآن کے سلسلہ میں ''مسجد خضراء سمن آباد لاہور'' بھی شامل تھی، جہاں ہر اتوار کو صبح 9 تا 11 بجے آپ کا درس ہوتا تھا۔راقم کی رہائش افغانی روڈ سمن آباد میں تھی۔ اس لیے راقم جس اتوار کو لاہور میں ہوتا ڈاکٹر صاحب کے درس قرآن سے مستفید ہوتا تھا۔ بعد میں یہ اتفاق ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نے مکان نمبر 69 افغانی روڈ سمن آباد میں رہائش اختیار کر لی اور راقم کی رہائش ایک مکان چھوڑ کر 71 نمبر مکان تھا۔ اس لیے ڈاکٹر صاحب سے روزانہ شام سے پہلے ملاقات ہوجاتی تھی۔

لاہور میں درس قرآن کا سلسلہ بہت سے علمائے کرام نے اپنے اپنے دور میں شروع کیا، اور درس قرآن کے ذریعہ مسلمان نوجوانوں کے ذہنوں میں انقلاب پیدا کیا۔جن علمائے کرام نے درس قرآن کے ذریعے دین اسلام کی عظیم خدمات انجام دیں ان میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری، مفکر اسلام مولانا محمد حنیف ندوی، عظیم سکالر اور مفسر مولانا خواجہ عبد الحی فاروقی، مولانا محمد علی قصوری ایم اے اور اُن کے برادر اکبر مولانا محی الدین احمد قصوری اور ڈاکٹر اسرار احمد رحمہم اللہ اجمعین شامل ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی زندگی کا واحد مقصد دین اسلام کی خدمت کو قرار دیا۔وہ جاہ وریاست کے طالب نہ تھے۔اپنے دل میں اسلام کا سچا درد رکھتے تھے۔ جنرل ضیاء الحق نے مجلس شوریٰ بنائی تو ڈاکٹر صاحب کو اس کا رکن نامزد کیا گیا، لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ یہ بالکل بے مقصد ہے، تو اس سے استعفادے دیا۔یہ ان کے عظیم کردار کی علامت تھی۔

ڈاکٹر صاحب قدرت کی طرف سے بڑے اچھے دل ودماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔روشن فکر، دردمند دل اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا۔ ذہانت وذکاوت کے ساتھ قوت حافظہ بھی بہت قوی تھا۔ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا۔تفسیر اور تاریخ کے علاوہ اقبالیات پر بھی ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔اپنی تقاریر اور تحریروں میں علامہ اقبال کے اشعار موقع ومحل کے لحاظ سے استعمال کرتے تھے۔

ملکی سیاست سے نہ صرف باخبر تھے بلکہ اس پر اپنی ناقدانہ رائے بھی رکھتے تھے۔سیاسی اور غیر سیاسی تحریکات کے پس منظر سے بخوبی واقف تھے۔ ڈاکٹر صاحب اردو زبان کے بلند پایہ اور فطری انشاپرداز تھے۔

اخلاق وعادات کے اعتبار سے ڈاکٹر صاحب شریف الطبع انسان تھے۔اپنے پہلو میں ایک دردمند دل رکھتے تھے۔ کریمانہ اخلاق اور ستودہ صفات کے حامل تھے۔ان کے اتنے کھرے اور صاف گو ہونے کے باوجود ان کے احباب وعقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع تھا جو اُن کے حسن اخلاق کی بڑی دلیل تھی۔ آج ان کے غم میں ہزاروں دل زخمی اور بہت سی آنکھیں پُرنم ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی ذاتِ گرامی محتاج تعارف نہیں۔ آپ مذہبیات، اردو ادب اور ملکی سیاست میں بڑی بصیرت کے حامل تھے۔اُن میں بڑی خوبی یہ تھی کہ بریلوی، دیوبندی اختلافی مسائل میں وسعت نظری سے

(باقی صفحہ 14 پر)

یورپ کی روشن خیالی کہاں گئی؟

مرزا ندیم بیگ

ہمیں بچپن سے لے کر آج تک یہی بتایا گیا کہ مغرب یعنی یورپ میں کسی بھی شخص کی آزادی اور اس کی رائے کا بہت احترام کیا جاتا ہے۔ یورپ میں انسان جیسے چاہے رہ سکتا ہے، جو چاہے کھا سکتا ہے، جو چاہے پہن سکتا ہے، جو چاہے مذہبی نقطۂ نظر رکھے، اسے نہ صرف برداشت کیا جاتا ہے بلکہ اسے اپنے مذہب کے ساتھ اور اس کی مذہبی اقدار کے ساتھ جینے کا حق بھی دیا جاتا ہے۔ اگر آپ میں آگے نکلنے کی صلاحیت ہے تو کوئی بھی چیز آپ کے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ مغرب میں ترقی کے دروازے سب کے لیے کھلے ہیں۔ چونکہ ہم تیسری دنیا کے ممالک سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں اور ہمارے ملکوں میں اداروں کی کوئی حیثیت نہیں اور ہمارے ملک کے عوامی حکمران بھی آمرانہ مزاج کے حامل ہوتے ہیں، لہٰذا اس صورتحال میں ہمارے لئے یورپ کی ہر نوع کی آزادی ایک خواب سے کم نہ تھی۔ اور جب یہ سب کچھ سنتے تھے تو ہمیں شاعرِ مشرق حضرت علامہ اقبالؒ کا وہ شعر حقیقت کے برعکس معلوم ہوتا تھا اور لگتا تھا کہ وہ بھی کسی تعصب کا شکار ہو کر مغرب کے حسین وجمیل نظام اور اس کی روشن خیالی کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ ان کا وہ شعر یہ ہے کہ:

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

یورپ کی روشن خیالی کا بھید دنیا کے سامنے اس وقت کھل گیا تھا جب معلوم ہوا کہ امریکہ اور اس کی مداح یورپ کی جمہوری حکومتوں کی سپاہ نے بغیر کسی تحقیق کے افغانستان اور عراق پر حملہ کر دیا۔ افغانستان پر حملے کا جواز ''ٹوئن ٹاور'' کی تباہی کو بنایا گیا، جبکہ دنیا کا بچہ بچہ اس صورتحال سے واقف ہے کہ افغانستان کی حکومت کو اپنے ملک میں دو وقت کی روٹی کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ لہٰذا وہ کہاں اتنی بڑی کارروائی کا انتظام کرنے کے قابل تھی۔ اور پھر امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں کو بیوقوف بنانا اور ان کے طیاروں کو اغوا کرنا کہاں ان کے بس میں تھا۔ امریکہ میں بننے والی بے شمار فلموں میں اس ڈرامے کی حقیقت بتا دی گئی ہے کہ یہ ڈرامہ مسلمان ملکوں میں گھسنے اور ان کے وسائل کو قبضے میں لینے کے لیے رچایا گیا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس واقعہ کی بین الاقوامی سطح پر انکوائری ہوتی۔ اس کے اسباب اور ذمہ داروں کا کھوج لگایا جاتا، معلوم کیا جاتا کہ نائن الیون کے واقعے کے وقت ہزاروں یہودی کیوں ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے غائب تھے، پھر بلڈنگ کے گرنے کا انداز بتا رہا ہے کہ اس کی بنیادوں میں بھی ڈائنامیٹ نصب ہیں جنہوں نے بلڈنگ کو بالکل سیدھے انداز میں گرنے دیا جب کہ حملہ اوپری سطح پر ہوا ہے۔ بہرحال جو تھوڑی بہت تحقیق ہوئی اس میں بھی ''کھرا'' یہودیوں کی جانب گیا مگر امریکہ کی امامت میں پورے یورپ کی فوجوں نے ایک آزاد اور خود مختار ملک کی سرحدوں کو پھلانگ کر وہاں پر قائم حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور ہنستے بستے افغانیوں کے دیس کو کھنڈر میں بدل دیا۔

عراق پر حملے کا جواز اس کے پاس خطرناک ہتھیاروں کو بنایا گیا مگر کئی سالوں پر پھیلی محیط جنگ میں خطرناک تو دور کی بات کم خطرناک اسلحہ بھی برآمد نہ ہو سکا اور تسلیم کیا گیا کہ سی آئی اے نے عراق پر حملے کے لیے بوگس رپورٹیں وضع کیں، مگر اس حقیقت کے باوجود مقدس سرزمین اور اس کے باسیوں کی زندگیوں کو اجیرن بنا دیا گیا۔ فلوجہ میں نہتے عراقیوں کو خون میں نہلا دیا گیا۔ شیرِ خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امام کاظمؒ، امام ابوحنیفہؒ کے مزارات اور کربلائے معلیٰ کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ کئی کعبہ کی بیٹیوں (مسجدوں) کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ اور نیٹو افواج میں شامل روشن خیال یورپ کی فوجیں آج بھی مسلمانوں کے قتل و غارت گری میں مصروف ہیں اور ان کارروائیوں کو دونوں ملکوں کی ''تعمیرِ نو'' کا نام دیا جا رہا ہے۔ یعنی پہلے خود ہی ڈھایا اور پھر بنانے کا ڈھونگ رچا لیا۔

ان دو واقعات کے علاوہ غزہ امدادی سامان لے جانے والے بحری جہاز ''فریڈم فلوٹیلا'' پر اسرائیلی جارحیت تو دور کی بات نہیں، کہ کس طرح سے نہتے اور معصوم لوگوں کو صہیونیوں نے بربریت کا نشانہ بنایا اور پھر انہیں اپنے جیلوں میں رکھا۔ مگر اس پر بھی یورپ نے دفتری کارروائی کے علاوہ کچھ نہیں کیا بلکہ خاموشی اختیار کرنے میں ہی عافیت جانی ہے۔ جبکہ دوسری جانب ایران پر پابندیوں پر سب خوشیوں کے ڈونگرے برسا رہے ہیں۔ ایران ابھی ایٹم بم کے مرحلے سے گزر رہا ہے بھی کہ نہیں مگر دوسری جانب دنیا کی ''ناجائز ریاست'' اسرائیل کے پاس سینکڑوں ایٹم بم ہیں مگر اس کو کوئی نہیں پوچھتا کہ اس نے کس حق کے تحت یہ رکھے ہوئے ہیں۔ اور اگر کوئی اس کی جارحیت کے خوف سے اور اپنے دفاع کے لیے بناتا ہے تو اس پر پابندیوں کے جال بُن دیئے جاتے ہیں، اور اس صورتحال میں روشن خیال یورپ ''ٹک ٹک دیدم، دم نہ کشیدم'' کی تصویر کامل بنا ہوا ہے۔

یورپ کی روشن خیالی کا پردہ تو کئی مرتبہ اس کے ڈبل سٹینڈرڈ پر مبنی رویے سے آشکار ہوا ہے کہ کبھی یورپ میں (معاذ اللہ) نبی کائنات کے توہین آمیز خاکے بنا کر مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی جاتی ہے تو کبھی ان کو فیس بک پر چڑھا کر، کبھی مسلمان خواتین کے پردے کی تضحیک کر کے، کبھی شعائر اسلامی کا ٹھٹھا لگا کر، تو کبھی قرآن کی آیات کا مذاق اڑا کر، کبھی شاتم رسولؐ بدبخت رشدی کو آغوش میں لے کر۔ تو کبھی بدنام زمانہ تسلیمہ نسرین کو پناہ دے کر۔ یورپ میں عورت کے ننگ پر تو کوئی اعتراض نہیں مگر اس کے جسم ڈھانپنے کو قابل اعتراض جانا جاتا ہے۔ دوسری طرف ہولوکاسٹ کے واقعہ کو یہودیوں نے جو دنیا کے سامنے بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے۔ اُس پر کسی قسم کا تبصرہ کرنا، اُسے مبالغہ آرائی کہنا اور یہودی دعویٰ کے مطابق اس واقعہ میں جتنے یہودی ہلاک ہوئے تھے، اُن کی تعداد کم بتانا قانوناً جرم ہے۔ یعنی ہر انسان یہودیوں کے اس دعویٰ کو صحیح ماننے پر مجبور ہے، ورنہ سزا بھگتے۔ اس کے باوجود یورپ کو آزادیٔ افکار اور آزادیٔ رائے کا چیمپین قرار دینا کہاں کا انصاف ہے۔

بیلجیئم، فرانس اور دیگر ملکوں کی دیکھا دیکھی سپین میں بھی مسلمان خواتین کے پردے اور حجاب پر پابندی کی لہر دوڑ گئی ہے اور کئی میونسپل گورنمنٹس نے اپنے لیول تک پابندی لگا بھی دی ہے۔ ابھی پردے پر پابندی کی بازگشت تھمی نہیں تھی کہ ایک شہر للیدا کے قصبے سرویرا میں مسجدوں کی بندش کا مطالبہ بھی آ گیا اور موقف اختیار کیا گیا کہ مسلمان مسجدوں میں محض عبادت نہیں کرتے بلکہ ان کے سیاسی مقاصد ہوتے ہیں جن کو یہ وہاں زیر بحث بھی لاتے ہیں۔ یہ وہی بات ہے جو شاعر مشرق نے اپنی شہرہ آفاق نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں کہی ہے:

عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں
الحذر آئین پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظ ناموس زن، مرد آزما، مرد آفریں

اس کیفیت کے بعد ذرا تجزیہ کیجئے کہ کہاں گئی مغرب کی روشن خیالی، آزادئ افکار، آزادئ مذہب اور کہاں گئی قوت برداشت، بلکہ ذرا غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ نہ آزادئ افکار ہے، نہ کوئی روشن خیالی کا وجود ہے اور قوت برداشت بس نمائشی، اصل تو عدم برداشت کا دور دورہ ہے اور جمہوریت بھی اپنی پوری روح کے ساتھ موجود نہیں ہے، بلکہ اصل نقشہ تو وہ ہے جس کی منظر کشی حضرت اقبالؒ نے یوں فرمائی ہے کہ:

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے
الیکشن ممبری کونسل صدارت
بنائے خوب آزادی نے پھندے

قارئین محترم! یورپ میں یہ سب کچھ الل ٹپ نہیں ہو رہا بلکہ یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے اور خاص تدبیر کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ہمارے کچھ دوست بھولپن میں اسے کچھ سیاسی جماعتوں کا ووٹ لینے کا حربہ قرار دے رہے ہیں۔ اگر یہ ووٹ لینے کا حربہ ہوتا تو سپین کی سینٹ کبھی بھی پردے اور حجاب پر پابندی کی قرارداد منظور نہ کرتی اور یہ تحریک ایک صوبے کاتالونیہ سے نکل کر دوسرے صوبے مالاگاہ تک نہ پہنچتی۔ یہ ایک اسلام فوبیا تحریک ہے اور یہ پھیلے گی اور اس تحریک کے دوران یورپ کی روشن خیالی، آزادئ رائے اور شخصی آزادی کی تہیں کھلتی جائیں گی۔

نائن الیون اور ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ

ہر مجدون کی طرف پیش قدمی!

امریکی ماہرین تعمیرات اور انجینئرز کی ایک تنظیم نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کے متعلق امریکہ کی سرکاری کہانی کو دھوکہ دہی پر مبنی قرار دیا ہے

زیر نظر تحریر پال کریگ رابرٹس کے مضمون "Road to Armaggedon" کا اردو ترجمہ ہے۔ مضمون نگار نے نائن الیون کے خودساختہ ڈرامے اور اُس کے نتیجے میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام سے شروع کی گئی صلیبی جنگ کی حقیقت اور مقاصد سے پردہ اُٹھایا ہے۔ یہ خیالات نامور محقق عابد اللہ جان کی کتاب "Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade" میں پیش کردہ حقائق سے بہت حد تک مماثلت رکھتے ہیں۔ مضمون کی افادیت کے پیش نظر اِسے نذر قارئین کیا جا رہا ہے۔ یاد رہے کہ پال کریگ رابرٹس یو ایس ٹریژری کے اسٹنٹ سیکرٹری اور وال سٹریٹ جرنل کے ایسوسی ایٹ ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ فوجداری سزاؤں میں جو وحشیانہ زیادتیاں ہو رہی ہیں، وہ دو دہائیوں سے ان کی رپورٹنگ کا کام کرتے رہے ہیں۔ ان کی کتاب The Tyranny of Good Intention (نیک نیتی کا جبر) جس میں لارنس سٹرائن شریک مصنف ہیں، مارچ 2008ء میں رنڈم ہاؤس نے شائع کی۔ یہ تحریری ثبوتوں پر مبنی ایک ایسی دستاویز ہے جو یہ بتاتی ہے کہ امریکیوں کو قانون کا جو تحفظ حاصل تھا وہ بتدریج اس سے کیسے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ان کی تازہ ترین کتاب How The Economy was Lost (معاشی تباہی کیسے ہوئی) حال ہی میں کاونٹر پنچ رائے کے پریس نے شائع کی ہے۔ (ادارہ)

واشنگٹن ٹائمز ایک ایسا اخبار ہے جو بُش، ڈک چینی اور اوباما کی مشرق وسطیٰ میں جاری نیو کنزرویٹو جارحیت کی جنگوں کی بھرپور تائید کرتا ہے۔ وہ اس کا بھی حامی ہے کہ دہشت گردوں کو نائن الیون کی قیمت چکانا پڑے۔ اس لئے میں حیران رہ گیا جب 24 فروری کو میں نے اخبار کی ویب سائٹ پر گزشتہ تین دن سے مسلسل دیکھا کہ اس پر جو اہم ترین قصہ چل رہا ہے وہ "Inside the Beltway" نامی رپورٹ ہے۔ یہ ایک دھماکہ خیز خبر ہے جو ان 31 پریس کانفرنسوں کے متعلق ہے جو امریکی شہروں اور بیرون امریکہ 19 فروری کو Architects and Engineers for 9/11 Truth (نائن الیون کی سچی کہانی: آرکیٹیکٹس اور انجینئرز کی زبانی) نامی تنظیم کے زیر اہتمام منعقد کی گئیں۔ یہ ماہرین تعمیرات کی تنظیم ہے، جس کے ممبران کی تعداد اب ایک ہزار تک پہنچ گئی ہے۔

میں اس بات پر اور بھی حیران ہوا کہ نیوز رپورٹر نے پریس کانفرنسوں کو بہت سنجیدگی سے لیا ہے۔ یہ کیسے ہو گیا کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تین فلک بوس عمارتیں اچانک ریزہ ریزہ ہو کر باریک دھول میں تحلیل ہو گئیں؟ یہ کیسے ممکن ہوا کہ تینوں عمارتوں کے بھاری بھرکم فولادی شہتیر علیحدہ علیحدہ جگہوں پر لگی ہوئی کم حرارت والی آگ کے نتیجے میں پگھل کر جواب دے گئے؟ واشنگٹن ٹائمز لکھتا ہے: ''ایک ہزار ماہرین تعمیرات اور انجینئرز جاننا چاہتے ہیں اور وہ کانگریس سے تقاضا کرتے ہیں کہ وہ جڑواں ٹاورز کی تباہی کے معاملے میں از سر نو تفتیش کا حکم دے''۔ اخبار کا کہنا ہے کہ یہ ماہرین تعمیرات اور انجینئر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ''فیڈرل ایمرجنسی مینجمنٹ ایجنسی'' اور ''نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سٹینڈرڈ ٹیکنالوجی'' نے ٹاورز کی تباہی کی جو تفصیل پیش کی ہے، وہ ناکافی، باہم متضاد اور دھوکہ پر مبنی معلوم ہوتی ہے'' اور وہ تقاضا کرتے ہیں کہ ''اس سلسلہ میں نسٹ (NIST) کے اہلکاروں پر مبنی ایک گرینڈ جیوری سے تحقیقات کرائی جائیں۔'' اخبار کا کہنا ہے کہ ان ماہرین تعمیرات اور انجینئرز کے ترجمان رچرڈ گیج نے کہا ''ان سرکاری

اہلکاروں پر یہ بات واضح کی جائے گی کہ یو ایس کوڈ 18 (سیکشن 2382) جو کسی غداری والے کام پر سرکاری اہلکاروں کی چشم پوشی کے متعلق ہے کی رو سے ایسا کرنا (چشم پوشی) سنگین جرم ہے۔ اس کی رو سے جن اہلکاروں کے پاس شہادتیں (ثبوت) ہوں، ان کے لیے ایکشن لینا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس سے کئی ایک پیچیدگیاں تو پیدا ہو جائیں گی اور امکان ہے کہ اس سے آئندہ ہونے والے خالد شیخ محمد کے مقدمہ پر گہرے اثرات مترتب ہوں۔"

اب ایک تنظیم وجود میں آئی ہے جس کا نام "Fire fighters for 9/11 Truth" ہے یعنی نائن الیون کی حقیقت کو بے نقاب کرنے والی فائر فائٹرز تنظیم۔ سان فرانسسکو میں منعقدہ اپنی سب سے اہم پریس کانفرنس میں اس تنظیم کے سربراہ ایرک لائر (Eric Lawyer) نے آرکیٹیکٹس اور انجینئرز کے مطالبات کا اپنی تنظیم فائر فائٹرز کی طرف سے بھرپور حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس معاملہ کے متعلق کہ آگ نے تین عمارتیں کیسے بھسم کر کے رکھ دیں، کوئی عدالتی تحقیقات نہیں کی گئیں اور ایسا نہ کرنا بجائے خود ایک جرم بن جاتا ہے۔ کسی عدالتی حکم نامے کے مطابق کارروائی کو روبہ عمل نہیں لایا گیا اور Crime Scene (مواد کی جائے وقوعہ پر جیسا ہے ویسی موجودگی) کو بجائے محفوظ کرنے اور تحقیق و تفتیش کی غرض سے استعمال میں لانے کے، ہٹا ہی دیا گیا۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ سو کے لگ بھگ "ریسپانڈرز" نے دھماکے محسوس کیے اور ان کی آوازیں بھی سنیں اور ان دھماکوں کے شواہد ریڈیو، آڈیوز اور ویڈیوز سے بھی دستیاب ہیں۔

اس پریس کانفرنس میں ماہر طبیعیات سٹیون جونز نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر عمارات کی باقیات میں نانو تھرمائیٹ (Nano-thermite) کی موجودگی کی نشاندہی کی، جسے سائنسدانوں کے ایک بین الاقوامی پینل نے پایا تھا، جن کی قیادت کوپن ہیگن یونیورسٹی میں 'نینو کیمسٹ' پروفیسر نیلز ہارٹس کر رہے تھے۔ نینو تھرمائیٹ ایک بہت ہی ایڈوانس دھماکہ خیز مواد سے متعلق ٹیکنالوجی ہے جس کے ذریعے لمحوں میں سٹیل (لوہے) کے شہتیروں کو پگھلایا جا سکتا ہے۔

پیشتر اس کے کہ کوئی اس پریس کانفرنس پر کسی "سازشی تھیوری" کا الزام عائد کرے، یہ حقیقت جاننا چاہیے کہ آرکیٹیکٹس، انجینئرز، فائر فائٹرز اور سائنسدانوں نے کسی مفروضہ پر نہیں، بلکہ ٹھوس شواہد کی بنیاد پر سرکاری کہانی کو چیلنج کر رکھا ہے، اور یہ شواہد ایسے نہیں کہ آسانی سے انہیں نظر انداز کر دیا جائے۔ نائن الیون کی سرکاری کہانی کے متعلق رپورٹ پر اگر کوئی شکوک اور تحفظات کا اظہار کرتا ہے تو اس پر کسی 'سازشی تھیوری' کے کردار کا لیبل لگانے کی صورت میں ضروری ہو جاتا ہے کہ "نائن الیون کمیشن" کے دونوں چیئرمین اور قانونی مشیر کو بحث میں شامل کیا جائے، جن میں سے ہر ایک نے کتابیں لکھ کر اِس معاملہ کو واضح کیا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ تفتیش کے دوران سرکاری اہلکاروں نے ان کو غلط بیانات دیئے اور یہ بھی کہا کہ جب وہ فلپ ذیلی کاؤ کے تفتیش کاری کے سلسلہ میں اجلاس کی صدارت کر رہے تھے، تو اُس وقت بھی ان کے سامنے جھوٹے بیانات دیئے گئے۔ یاد رہے کہ ذیلی کاؤ ڈبلیو جارج بُش کی ٹرانزیشن ٹیم اور فارن انٹیلی جنس بورڈ کا ایک ممبر بھی تھا اور بُش دور کی سیکرٹری خارجہ کنڈو لیزا رائس کے ساتھ "Mushroom cloud" کا شریک مصنف بھی۔

ایسے امریکی ہر وقت ہوں گے جو یہ جاننے کے باوجود کہ حکومت نے ان سے جھوٹ بولا ہے، پھر بھی سرکاری جنگی پالیسی کی حمایت کرتے رہیں گے۔ حالانکہ ان مہنگے جنگی معرکوں نے امریکہ کو معاشرتی اور صحت عامہ سے متعلق سیکیورٹی خطرات سے دوچار کر رکھا ہے۔ امریکہ کی نصف سے زیادہ آبادی اب بھی نائن الیون سے متعلق اس انوکھی کہانی پر یقین رکھتی ہے جو ان کی حکومت نے مسلم سازش کے طور پر تراشی ہے اور جس نے پوری مغربی دُنیا کو خوف زدہ کر رکھا ہے۔ ان جنگوں کے لیے جو جواز گھڑے گئے تھے وہ جھوٹ پر مبنی تھے۔ مثلاً عراق میں تباہ کن ہتھیاروں (WMD) کی موجودگی کا واویلا، صدام حسین کا القاعدہ کے ساتھ ربط وضبط کا جھوٹا پروپیگنڈا اور افغانستان کا نائن الیون حملوں سے تعلق وغیرہ۔ اور اب مشرق وسطیٰ میں اپنی نئی جارحیت کے لیے امریکہ نے ایران میں جوہری ہتھیاروں کی کہانی گھڑ لی ہے جو درحقیقت وجود ہی نہیں رکھتے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ان امریکیوں کو اس کی بھی کوئی پروا نہیں کہ کتنی بار حکومت نے اپنی کہانی بدل ڈالی۔ مثال کے طور پر امریکیوں نے پہلی بار اسامہ بن لادن کے متعلق سنا، کیونکہ بُش انتظامیہ نے نائن الیون کی ذمہ داری اس پر ڈالی۔ ان سالوں کے دوران ان سادہ لوح (احمق) امریکیوں کو اسامہ بن لادن کے اعلانات پر مشتمل کئی ویڈیوز دکھائی جاتی رہیں۔ ماہرین نے ان وڈیوز کو جعلی قرار دیا، مگر امریکی عوام حسب سابق بے وقوف بنے رہے۔ پھر اچانک گزشتہ سال نائن الیون کا ایک نیا ماسٹر مائنڈ نمودار ہوا جس نے بن لادن کی جگہ لے لی اور یہ کوئی اور نہیں تھا بلکہ گرفتار شدہ خالد شیخ محمد تھا۔ یہ وہ قیدی ہے جسے 183 دفعہ واٹر بورڈنگ (water boarding) کی عقوبتوں سے گزارا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے نائن الیون کے ماسٹر مائنڈ ہونے کا اعتراف کر ہی لیا۔

ازمنہ وسطیٰ میں تو ایسا ہوتا تھا کہ اذیتیں دے دے کر جرم اگلوایا جاتا تھا اور وہی بطور شہادت کافی ہوتا تھا۔ لیکن امریکہ کے قانونی نظام میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی کو اذیت دے کر اپنے ناکردہ جرم کے اعتراف پر مجبور کیا جائے۔ ہمیں یہ یقین تھا کہ بُش حکومت اور فیڈرل ری پبلکن جج امریکی آئین کا پاس رکھیں گے مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ نائن الیون کے متعلق یہ خیال کہ یہ مسلم دہشت گردوں کا کام ہے اِس کا واحد "ثبوت" شیخ محمد کا یہی اعتراف جرم ہے جو اذیتیں دے کر اس سے کرایا گیا۔

(جاری ہے)

نائن الیون کی حقیقت کو بے نقاب کرنے والی تنظیم فائر فائٹرز کے سربراہ ایرک لائر کا کہنا ہے کہ اس معاملہ کے متعلق کہ آگ نے تین عمارتیں کیسے بھسم کر کے رکھ دیں، کوئی عدالتی تحقیقات نہیں کی گئی اور ایسا نہ کرنا بجائے خود ایک جرم بن جاتا ہے

ماہر طبیعیات سٹیون جونز نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر عمارات کی باقیات میں نانو تھرمائیٹ کی موجودگی کی نشاندہی کی، جو بہت ہی ایڈوانس دھماکہ خیز مواد ہے جس کے ذریعے لمحوں میں سٹیل کے شہتیروں کو پگھلایا جا سکتا ہے

افغانستان پر مسلط کردہ امریکی جنگ

چند ناقابل تردید حقائق

عابداللہ جان کی معرکہ آرا کتاب
"Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade"
کا قسط وار اُردو ترجمہ

ترجمہ: محمد فہیم

افغانستان پر مسلط کردہ امریکی جنگ کے قانونی ہونے کا مزید جائزہ لینے سے پہلے ہمیں چند ناقابل تردید حقائق پر غور کرنا چاہیے۔

1۔ کسی ملک کے دوسرے ملک پر حملہ کے لیے ضروری ہے کہ تین قسم کی صورت حال میں سے ایک ضرور موجود ہو۔ ❶ طاقت کے استعمال کے لیے اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل سے اجازت لی گئی ہو۔ ❷ طاقت کا استعمال اس صورت میں ہو جب کسی دوسرے ملک کے حملہ آور ہونے کی صورت میں بچاؤ مطلوب ہو اور ❸ طاقت کے استعمال کا جواز ''انسانی وجوہ کی بنا پر مداخلت'' کے تحت بھی ہوسکتا ہے۔

2۔ نائن الیون میں طالبان کے ملوث ہونے کے متعلق کوئی بھی شواہد اب تک نہ طالبان اور نہ ہی بقیہ دُنیا کے سامنے پیش کئے جاسکے۔ نائن الیون حملوں کا نشانہ بننے والوں کے خاندانوں کو بھی کوئی قابل اعتبار شہادت جیسے جہازوں کے بلیک باکس، وائس ریکارڈرز، مکمل ٹریفک کنٹرول ریکارڈ اور مسافروں کی مکمل فہرست جیسی چیزیں مہیا نہیں کی جاسکیں۔

3۔ امریکی انتظامیہ اور محکمہ انصاف کے اہلکاروں نے ایسے شواہد کو منظر عام پر آنے سے روکنے میں بڑی پھرتی دکھائی جو نائن الیون کی تحقیقات کے علاوہ نشانہ بننے والوں کے خاندانوں کی طرف سے سول لاء کے تحت دائر کردہ مقدمات کے سلسلہ میں بھی مددگار ثابت ہوسکتے تھے۔ ان مقدمات کی سماعت کرنے والے جج ہیلرسٹین نے نائن الیون سے متعلق ہرجانہ کے لیے دائر کئے گئے مقدمات کو اس وقت تک کے لیے ملتوی کئے رکھا جب تک حکومتی فیصلہ واضح طور پر سامنے نہ آگیا۔ اس صورت حال میں یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی مصائب میں گھرے ہوئے ان افغانوں کے حق میں آواز اٹھائے۔ خصوصاً جب ان میں ایسے موقع پرست ایجنٹوں اور ہمکاروں کا ایک جم غفیر بھی موجود ہو جو حملہ آوروں کو افغانستان پر قبضہ مستحکم کرنے میں مدد دے رہے ہوں۔

4۔ اسامہ افغان نہیں بلکہ سعودی شہری ہے۔ وہ جب افغانستان پر سوویت قبضہ کے خلاف ''امریکی جہاد'' کا حصہ تھا تو امریکہ کو قابل قبول تھا لیکن جب اس نے اپنا نیا جہاد شروع کیا اور عرب سرزمین پر سے اسرائیلی قبضہ کو ختم کرنے کے لیے آواز اٹھائی اور سعودی عرب کی سرزمین سے امریکی موجودگی ختم کرنے کا مطالبہ کیا جیسے کہ افغانستان سے سوویت یونین کی واپسی ہوچکی تھی، تو وہ (امریکہ کا) دشمن بن گیا۔

5۔ 1996ء میں طالبان کا قبضہ اور بالفعل کابل کی حکمرانی جس میں افغانستان کی 95 فی صد سرزمین پر ان کا کنٹرول تھا، دراصل امریکہ، پاکستان اور سعودی عرب کی وسیع فوجی اور لاجسٹک امداد کے بل بوتے پر ہوئی تھی۔ دُنیا بھر میں ڈیفنس محصولات پر نظر رکھنے والے ہفت روزہ ''جینز ڈیفنس ویکلی'' کے مطابق طالبان کو فراہم کردہ فوجی سازوسامان کا نصف حصہ پاکستان مہیا کرتا تھا۔ پاکستان ایک ایسا ملک تھا جو واشنگٹن کی طرف سے گرین سگنل کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اُٹھا سکتا۔

6۔ افغانستان میں طالبان کی بالفعل حکومت کا تمام تر انحصار پاکستان پر تھا اور اس نے دشمنی کے ایک بھی اقدام کا امریکی عوام کے خلاف ارتکاب نہیں کیا تھا۔ آئی ایس آئی کے واشنگٹن میں ان اہلکاروں اور ہائی جیکروں کے ساتھ روابط صاف عیاں ہیں، جن کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ نائن الیون کی منصوبہ بندی میں ان کا ہاتھ تھا۔ اس کے برعکس بُش نے اپنے موقف کی حمایت میں کوئی دلیل ایسی نہیں دی جس کی رو سے طالبان کو امریکہ پر حملہ کے لیے موردالزام ٹھہرایا جاسکتا ہو۔

7۔ طالبان کو صرف القاعدہ کے ساتھ راہ ورسم کی وجہ سے گنہگار ٹھہرایا گیا۔ اگرتو نائن الیون سے پہلے القاعدہ نام کی کوئی شے موجود بھی تھی تو یہ امر بالکل غیر متنازعہ ہے کہ وہ کوئی منظم عسکری قوت تھی ہی نہیں۔ جیسے کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ بہت سے تجزیہ کار نائن الیون سے پہلے القاعدہ نام کے کسی تنظیم کے وجود کو بھی ایک متنازعہ معاملہ سمجھتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ افغانستان میں دیگر مسلم ممالک کے لوگ موجود تھے لیکن ان کی اکثریت جابرانہ حکومتوں کے مظالم اور جنگ کی تباہ کاریوں کی وجہ سے ایسے ممالک سے فرار ہوکر آئی تھی۔

8۔ کروسیڈرز کے پاس جو بہت بڑی دلیل تھی وہ "Belum Justum" (انصاف کی جنگ) تھی جو وہ ''بین الاقوامی دہشت گردی'' کے خلاف لڑنے چلے تھے، اس غرض سے کہ دہشت گردوں کو غاروں سے نکال باہر کرکے افغانستان کی سرزمین پر ان کے مراکز کو ختم کردیں۔

9۔ سلامتی کونسل نے افغانستان پر فوج کشی کی اجازت نہیں دی تھی۔ کونسل نے 2001ء کے موسم خزاں کے دوران دو قرار دادیں منظور کیں۔ قرار داد 1368 12 ستمبر اور قرار داد نمبر 281373 ستمبر کو پاس کی گئی۔ ان میں سے کوئی قرارداد بھی ایسی نہ تھی جس سے یہ معنی لیے جاسکتے کہ افغانستان پر حملہ کی اجازت دی گئی ہے۔ دونوں قراردادوں میں نائن الیون واقعہ کی محض مذمت کی گئی تھی۔ قرار داد نمبر 1373 عالمی دہشت گردی کے خلاف قانونی، انتظامی اور عدالتی اقدامات کی نشاندہی کر رہی تھی۔

10۔ معاملہ کو حل کرنے کی خاطر ملاّ محمد عمر مجاہد نے امریکہ کو گفت وشنید کی پیش کش کردی تھی، جس میں اور تو اور اسامہ بن لادن کو ملک سے نکال باہر کرنے کی بھی بات شامل کی گئی تھی۔

ان حقائق کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو پھر اس بات کا کوئی قانونی جواز نہیں بنتا کہ افغانستان پر حملہ کو "Just war" (مبنی بر انصاف جنگ) یا "Self defense" (خود حفاظتی جنگ) اور یا "Preventive war" (مدافعتی جنگ) جیسے نام دے کر اس کی تائید کرائی جاسکے۔

اگر نائن الیون کے متعلق سرکاری کہانی کو واقعی مان لیا جائے، پھر بھی بین الاقوامی قانون افغانستان پر

حملہ اور قبضہ کی اجازت نہیں دیتا۔ شکاگو یونیورسٹی میں پولیٹیکل سائنس کے پروفیسر ایریس ماریبن ینگ اور EU، OECD اور یواین او کی کئی ایجنسیوں کے مشیر پروفیسر ڈینئل آر کی بوگی اپنے ایک مشترکہ مضمون میں رقم طراز ہیں: ”گلوبل رول آف لاء کی رو سے نائن الیون کا ایک متبادل ردعمل بھی ہو سکتا تھا اور اب بھی اس کا موقع موجود ہے“۔ وہ مشورہ دیتے ہیں کہ ”اس معاملے کو عوام اور عوام کے درمیان نہ کہ مملکت اور مملکت کے درمیان ایک معاملہ سمجھا جائے“۔ ان کے خیال میں ”نامزد ہائی جیکرز کسی ریاست کے نہیں بلکہ پرائیوٹ تنظیم کے ارکان ہیں، ایسی تنظیم جسے نائن الیون تک بیشتر دُنیا جانتی ہی نہ تھی۔ نائن الیون کے مظلومین بھی غیر سرکاری لوگ تھے، جن کا کم از کم 70 ممالک سے تعلق تھا۔ یہ واقعات جرم کے زمرے میں آتے ہیں۔ ان کا تعلق جنگی افعال سے جوڑنا صحیح نہیں۔ لہٰذا ردعمل کے طور پر جرم کی حیثیت سے ان واقعات کی تحقیقات ہونی چاہئیں اور قانون کے مطابق مجرموں کو سزا دی جانی چاہیے۔ نیز اس قسم کے جرائم کی سدباب کے لیے قانونی اقدامات ہونے چاہئیں۔ اس وجہ سے ہم ان لوگوں کے ساتھ اتفاق نہیں کرتے، جن کا خیال ہے کہ "just war" کے تصور کا اطلاق اس معاملہ میں امریکہ کی طرف سے فوجی ردعمل پر بھی ہو سکتا ہے۔“

فرانسس بوائیل اور متعدد دوسرے ماہرین قانون افغانستان پر امریکی حملے کو ننگی جارحیت سمجھتے ہیں، کیونکہ بین الاقوامی عدالت انصاف سے رجوع کرنے یا رائج الوقت معاہدوں کے مطابق اس معاملہ کا حل نکالنے کی بجائے بُش نے اقوام متحدہ کا رُخ کیا، جہاں سے وہ ایسی قرارداد پاس کروانا چاہتا تھا جو اسے افغانستان اور القاعدہ کے خلاف فوجی طاقت کے استعمال کی اجازت دے، جس میں اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ فرانسس بوائیل لکھتا ہے: ”یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس جنگ کی اجازت سلامتی کونسل نے نہیں دی۔ بُش جونیئر اسی زبان والی قرارداد کو پاس کروانا چاہتا تھا جو بُش سینئر نے 1990ء کے اواخر موسم خزاں میں کویت سے عراق کو نکالنے کے لیے اُس کے خلاف جنگ کی اجازت حاصل کرنے کے لیے پاس کروائی تھی۔ بُش جونیئر نے دو دفعہ ایسا کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ ہوا یوں کہ سلامتی کونسل کی پاس شدہ پہلی قرارداد میں 11 ستمبر کے واقعہ کو ’مسلح حملہ‘ بایں معنی نہیں مانا گیا کہ یہ ایک مملکت کا دوسرے مملکت کے خلاف مسلح اقدام ہو۔ اس کے برعکس اس واقعہ کو ”دہشت گرد حملے“ (نان سٹیٹ ایکٹرز کی کارروائی) قرار دیا گیا۔ اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ اس جنگ کی اقوام متحدہ نے کبھی توثیق نہیں کی۔ لہٰذا تکنیکی اعتبار سے بین الاقوامی قانون میں یہ ایک ناجائز جنگ ہے اور یہ امریکہ کا افغانستان کے خلاف ایک سفاکانہ اقدام اور ننگی جارحیت ہے۔“

سلامتی کونسل سے پاس کردہ کوئی بھی قرارداد امریکہ کو افغانستان پر جارحیت کی اجازت نہیں دیتی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی قرارداد میں لفظ ”افغانستان“ کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ مینڈل (Mandel) کا کہنا ہے ”ستمبر 2001ء کی قرارداد میں خود حفاظتی کے لیے بادی النظر میں ایک خواہش اور التجا تو موجود ہے اور اس خود حفاظتی کے لیے یہ قراردادیں امریکہ کو مختلف قسم کے اقدامات کی اجازت تو دیتی ہیں مگر اسے طاقت کے استعمال کی اجازت نہیں دیتیں۔“ (جاری ہے)

❁❁❁

دعائے مغفرت کی اپیل

- تنظیم اسلامی شرقی حلقہ سرگودھا کے ناظم مالیات محمد ریاض مغل کی ہمشیرہ وفات پاگئیں
- تنظیم اسلامی نیوملتان کے رفیق ڈاکٹر محمد افضل کے جواں سال نواسے ایک حادثہ میں وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحوم اور مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین و رفقاء سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اللھم اغفرلھما و ارحمھما و حاسبھما حساباً یسیراً

ooo

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 26 سال، برسرروزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل اردو سپیکنگ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 042-6817318

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی ڈاکٹر بیٹی، عمر 33 سال، خلع یافتہ، ایک بیٹا، دبئی میں ملازمت، کے لیے دینی مزاج کے حامل، شریف، سنجیدہ نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ دوسری شادی اور بچوں والے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔ برائے رابطہ: 0321-4098901

☆ لاہور میں رہائش پذیر تعلیم یافتہ فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 35 سال، تعلیم ایم اے، ایم بی اے، کویت میں ملازمت کے لیے موزوں رشتہ درکار ہے۔ (بیٹا آج کل پاکستان آیا ہوا ہے)۔ برائے رابطہ: 042-35311913

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

رجوع الی القرآن کورسز (پارٹ I اور II) میں داخلے جاری ہیں!

تعلیم یافتہ حضرات کے لیے قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کا سنہری موقع

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ طلبہ کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے کورسز کو دو' دو سمسٹرز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I)

1. عربی صرف و نحو
2. ترجمہ قرآن (تقریباً پانچ پارے)
3. آیاتِ قرآنی کی صرفی و نحوی تحلیل (تقریباً دو پارے)
4. قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی (منتخب دروس قرآن)
5. تجوید و حفظ
6. مطالعۂ حدیث
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II)

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان و ادب
9. اضافی محاضرات

- اس سال کلاسز کا آغاز 21 ستمبر سے ہوگا
- داخلہ کے خواہشمند خواتین و حضرات 20 ستمبر کو صبح دس بجے انٹرویو کے لیے قرآن اکیڈمی تشریف لائیں
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

نوٹ: پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے

کورسز کے تفصیلی پراسپکٹس درج ذیل پتہ سے حاصل کریں:

ناظم شعبہ تدریس
قرآن اکیڈمی
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
email:irts@tanzeem. org

مژدہ سُنا دو منافقین کو!

اوریا مقبول جان

سعادت حسن منٹو نے اپنے افسانے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دو اینگلو انڈین پاگلوں کے مکالمے لکھے ہیں۔ یہ مکالمے اِس خبر کے بعد ادا کیے جاتے ہیں کہ انگریز ہندوستان سے جانے والا ہے۔ یہ خبر جب پاگل خانے پہنچتی ہے تو وہ دونوں حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمیں اب ان دیسی لوگوں کے رحم و کرم پر رہنا ہوگا۔ کیا اب ہمیں خونی چپاتی کھانا ہوگی۔ اینگلو انڈین بھی عجیب مخلوق تھے۔ گورے حاکموں سے جائز یا ناجائز تعلقات کے نتیجے میں جنم لینے والی یہ نسل جسے گورے قبول نہیں کرتے تھے اور اپنے ہم وطنوں کی طرح زندگی گزارنا انہیں پسند نہیں تھا، ایسے منافق جو اگر یورپ میں جا بسیں تو انہیں ناریل کہا جانے لگے یعنی باہر سے تو گندم گوں ہیں لیکن اندر سے پورے گورے۔ منافقت کا یہ تعصب صرف برصغیر کے لوگوں کو نہیں بلکہ جاپان، چین، فلپائن یا دیگر ممالک کے رہنے والے جنہیں عرفِ عام میں پیلی نسل یا yellow race کہا جاتا ہے، ان کو بھی ملا۔ ان کے منافقین کو وہاں کیلا کہا جاتا ہے یعنی باہر سے زرد رنگت لیکن اندر سے پورے گورے کے گورے۔

ان ناریل نما انسانوں کی اب پہچان صرف اینگلو انڈین تک باقی نہیں رہ گئی، بلکہ یہ سب میرے ملک کے ہر شہر، قصبے اور علاقے میں پائے جاتے ہیں۔ دانشوروں، تجزیہ نگاروں، فوجی ماہرین، سیاسی اجارہ داروں اور اعلیٰ افسران میں ان کی بہتات ہے۔ آج کل ان کا حال بھی سعادت حسن منٹو کے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ان اینگلو انڈین کی طرح ہے جنہیں ہندوستان سے انگریز کے جانے کی خبر نے حیران کر دیا تھا۔ یہ امریکہ کی افغانستان میں بدترین شکست اور اُس کے یہاں سے چلے جانے سے اس قدر خوفزدہ ہیں کہ آپ کو طرح طرح کی منطقیں بگھارتے نظر آئیں گے۔ ڈرو اس وقت سے جب امریکہ افغانستان سے چلا گیا۔ ایسی خانہ جنگی ہوگی، اتنا خون خرابہ ہوگا کہ الامان، پناہ مانگو، سوچو بھی نہ اس وقت کے بارے میں۔ افغانستان میں خون خرابہ ہوا تو ہم بھی چین سے نہیں رہ پائیں گے۔ یہ نہتے، خونخوار افغان ہم پر چڑھ دوڑیں گے، ہمارے شہران کے لیے کھیل تماشا بن جائیں گے۔ خوف کھاؤ اُس وقت سے جب امریکہ کا اس خطے سے کوئی مفاد وابستہ نہ ہوگا۔ ابھی تو ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اُس کے حلیف ہیں۔ وہ ہمارے سو نخرے اُٹھاتا ہے، عالمی برادری میں ہمارا مقام ہے۔ اگر امریکہ یہاں سے چلا گیا تو ہم ذلیل و رسوا ہو جائیں گے۔ ہمیں صومالیہ کی طرح کوئی پوچھے گا بھی نہیں۔ وہ خونریزی ہوگی کہ کسی کی گردن سلامت نہیں رہے گی۔ ایسے تبصرے اور تجزیے آپ کو اکثر سننے کو ملیں گے۔ یہ وہ لوگ تھے جو گزشتہ نو سالوں میں جب عراق میں بارہ لاکھ کے قریب لوگ شہید ہوئے اور پورا افغانستان مقتل بن گیا، انہیں کہیں بھی خونریزی، قتل، بربریت، دہشت گردی یاد نہ آئی۔ ان کے نزدیک مرنے والے انسان نہیں بلکہ کیڑے مکوڑے تھے۔

یہ طاقت کے پجاری اور ٹیکنالوجی کو خدا سمجھنے والے سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ امریکا جو سائنس اور ٹیکنالوجی کا بھگوان ہے، وہ بھی شکست کھا سکتا ہے۔ وہ نیٹو جسے روس کے خلاف جنگ کے لیے بنایا گیا تھا، جو ملٹری ٹیکنالوجی کے بڑے بڑے خداؤں کی طاقت کا مجموعہ تھا آج اس کے اتحادی ممالک امریکہ سے پہلے افغانستان سے بھاگنے کے لیے پر تول رہے ہیں۔ جنرل میک کرسٹل نے اخباری مضحکہ خیزی تو آج دکھائی ہے اور برطرف بھی ہوگیا، لیکن وہ گزشتہ ایک سال سے کہتا چلا آ رہا ہے کہ افغانستان ویت نام سے بھی بُرا میدان جنگ ثابت ہو چکا ہے۔ یہاں ہم اذیت ناک موت سے دوچار ہو رہے ہیں۔ ایسا جرنیل جس کا سارا خاندان فوج میں ہے، جس کا ایک بھائی کرنل کے عہدے پر فوج کا پادری ہے اور عیسائیت کے فرزندوں کو اکٹھا کرتا ہے، جو خود صرف چار گھنٹے سوتا ہے، دس میل دوڑتا ہے اور صرف ایک وقت کھانا کھاتا ہے، عراق کی فتح کا ہیرو بنتا تھا لیکن اب افغانستان میں شکست کا سامنا نہیں کر سکتا تھا۔ کیسی ہوشیاری اور چالاکی سے خود کو نکال لے گیا۔ کہتا تھا مجھے چالیس ہزار فوج نہیں دی گئی۔ یہ چالیس ہزار اگر افغانستان کے صحراؤں اور پہاڑوں پر پھیلا دیے جائیں تو وہ ان چکوروں کی طرح ہوں گے جو دور سے نظر آئیں گے اور افغان جن کا شکار شوق سے کرتے ہیں۔ افغانستان کے آس پاس کوئی ایسا ملک بھی دکھائی نہیں دیتا جیسے ویت نام کے ساتھ کمبوڈیا تھا جہاں جنگ چھیڑ دی گئی تھی اور امریکہ خاموشی سے نکل گیا۔ یہاں تو نکلتے ہوئے وہ حشر ہوگا جو روسی فوجیوں کا ہوا تھا کہ ساٹھ فیصد سے زیادہ مرنے والے وہ تھے جو وہاں سے بھاگتے ہوئے افغانوں کی زد میں آ گئے۔

ان ٹیکنالوجی کے پجاریوں کو ایک اور کیفیت کا اندازہ نہیں جو امریکہ کو اس لڑائی میں صرف افغانستان میں درپیش نہیں بلکہ خود اپنے گھر اور اپنی فوج میں اُس کا سامنا ہے۔ شکست، موت، معذوری، خون، معصوموں کی آہ و بکا، یہ سب جنگ کے وہ مناظر ہیں جن سے امریکی فوجی روز بروز ڈپریشن اور ذہنی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ کوئی جنگ کی ڈیوٹی سے پہلے ہسٹریا کا مریض ہو جاتا ہے اور جو واپس آتے ہیں ان میں خودکشی کا رجحان اس قدر بڑھ رہا ہے کہ امریکی فوج کے ماہرین نفسیات اسے سنبھال نہیں پا رہے۔ 2001ء سے پہلے امریکی فوجیوں میں خودکشی کی شرح ایک لاکھ میں 5 افراد تھی، جو عام امریکی سے کئی گنا کم تھی۔ لیکن 2009ء میں یہ شرح پانچ گناہ بڑھ کر 25 ہوگئی، جو عام امریکی سے کئی گناہ زیادہ ہے۔ 2007ء میں 245 فوجیوں نے خودکشی کی۔ 2008ء میں 197 اور اس سال مئی تک خودکشی کرنے والوں کی تعداد 163 ہو چکی ہے اور ابھی سال کے سات ماہ باقی ہیں۔ کیلیفورنیا کی کم روکو نے روتے ہوئے کہا کہ اُس کا خاوند ایئرفورس میں کوبرا ہیلی کاپٹر کا پائلٹ تھا۔ 75 پروازیں کر کے چھٹی پر گھر لوٹا تو ایسی ڈپریشن کا شکار ہوا کہ ایک دن ہوٹل کے ایک کمرے میں چھت سے لٹک کر خودکشی کر گیا۔ لاس اینجلس میں ایڈورڈ کولے کا خاندان آباد ہے۔ وہ خود بھی فوج میں رہا۔ اس کے تین بچے بھی فوج میں تھے۔ داماد کو فوج میں زخمی ہونے

پر Purple Heart یعنی جانثی دل کا ایوارڈ ملا۔ لیکن جب سے مئی 2007ء میں ان کے بیٹے سٹیفن نے خودکشی کی، ماں نے اپنے سب بچوں کو فوج سے واپس بلا لیا اور پاگلوں کی طرح ان کو اس طرح سمیٹ کر بیٹھ گئی جیسے مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے سمیٹتی ہے۔

ذہنی امراض میں ایک مرض ہے جسے PTSD کہتے ہیں۔ یہ جنگ کی ہولناکیوں سے پیدا ہونے والے پاگل پن کا نام ہے (Post Traumatic Stress Disorder) 25 مئی 2008ء کو امریکی آرمی کے سرجن جنرل نے بتایا کہ امریکی فوجیوں میں اس ذہنی مرض کی اس قدر بہتات ہوگئی ہے کہ ایسے لگتا ہے کوئی وبا ہو۔ اسی سال مارچ میں ویسٹرن ہیلتھ ایڈمنسٹریشن کے ڈپٹی انڈر سیکرٹری جیرالڈ کراس نے اعداد وشمار کھول دیے اور کہا کہ 2003ء سے لے کر 2007ء تک تین لاکھ امریکی فوجی جو افغانستان اور عراق سے لوٹے وہ نفسیاتی معالجوں سے علاج کروانے گئے جن میں سے 68000 شدید ذہنی امراض کا شکار ہو کر معاشرے کا کارآمد حصہ نہ رہے۔ اس کے علاوہ تین ہزار ایسے فوجی ہیں جو جنگ سے اس زخمی حالت میں لوٹے کہ ان کے دماغ پر ایسی چوٹیں آئیں کہ وہ ایک ناکارہ وجود کے طور پر زندگی گزار رہے ہیں۔ رینڈ کارپوریشن کے اعداد وشمار تو خوفناک ہیں۔ 16 لاکھ فوجی عراق اور افغانستان میں کسی نہ کسی وقت لڑنے گئے۔ ان میں تین لاکھ ذہنی مریض بن کر لوٹے اور تین لاکھ بیس ہزار دماغی چوٹوں کی وجہ سے معذور ہوگئے۔ یہ اعداد وشمار تین سال پرانے ہیں۔ ان میں کتنوں کا اضافہ ہوا، اب میڈیا سے چھپایا جا رہا ہے۔ لیکن اگر یہی اعداد وشمار کی شرح مان لی جائے اور چھ لاکھ معذوروں کو اگلے تین سالوں میں دگنا کریں تو بارہ لاکھ بنتی ہے۔ ایسے میں کون سی ایسی سائنس اور کون سی ٹیکنالوجی ہے جو امریکیوں کو تسلی اور تشفی دے کر جنگ کے جہنم میں دھکیل سکتی ہے۔ کابل کے سفارتی حلقوں میں روز یہ گفتگو ہوتی ہے کہ اگر بھاگنا پڑا تو کیسے یہاں سے نکلیں گے، کس گھر پر سے سیڑھی لٹکائیں گے، کیسا بہروپ بدلیں گے، کون سا راستہ محفوظ ہے۔

شکست تو سب تسلیم کرتے ہیں لیکن یہ ٹیکنالوجی کے ان پجاریوں کے دلوں اور سینوں میں ہضم نہیں ہو رہی جو یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ امریکہ ہار جائے گا۔ جیسے اینگلو انڈین پاگل، پاگل خانے میں سوچ کر مزید پاگل ہو رہے تھے کہ انگریز یہاں سے چلا جائے گا، اس سے تو ہماری عزت وابستہ ہے، میرے ملک کے ان "عظیم اہل دانش" کی بھی عزت، دنیا میں وقار اور عالمی برادری میں ساکھ امریکہ سے وابستہ تھی۔ لیکن اب کیا ہوگا۔ میرے اللہ نے تو فیصلہ پہلے ہی سنا دیا تھا۔ سورۃ النساء کی آیات 138، 139 میں فرمایا:

"اے نبی ﷺ! مژدہ سنا دو منافقین کو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (یہ وہ لوگ ہیں) جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا یہ ان کے ہاں عزت (حاصل) کرنا چاہتے ہیں؟ تو عزت سب اللہ ہی کی ہے۔"

دنیا تو ان کا تمسخر ناریل یا کیلے کے طور پر اڑاتی ہے لیکن میرا اللہ انہیں منافق کہتا ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ یہ لوگ وہاں عزت لینے جاتے ہیں۔ لیکن انہیں اس بات کا اب تو ادراک ہو جانا چاہیے کہ اب ذلت و رسوائی ان کا مقدر بھی بننے والی ہے اور ان کے بھگوان امریکہ کا بھی۔ اس لیے کہ عزت ساری اللہ کے پاس ہے، وہ جسے چاہے عزت کا تاج پہنا دے اور جسے چاہے ذلت کا طوق۔ (بشکریہ روزنامہ "ایکسپریس")

بقیہ: گوہر شب چراغ

کام لیتے تھے۔ وہ مسائل پر تنگ نظری اور جانبداری کو فراست دینی کے خلاف تصور کرتے تھے۔ وہ مسئلہ کے سیاق وسباق پر گہرے مطالعہ کی روشنی میں اپنی رائے کا اظہار فرماتے تھے۔ ان کے مسلک کے بارے میں مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"ڈاکٹر صاحب کو لاہور میں یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ اول وقت میں نماز جمعہ اور اول وقت میں نماز عید پڑھاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کسی خاص مسلک کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہیں کرتے یعنی نہ حنفی کہلاتے ہیں، نہ اہل حدیث، لیکن نماز ہمیشہ احناف کی طرح پڑھتے ہیں۔"

ڈاکٹر صاحب تحریر وتقریر کے کامیاب شہسوار تھے۔ ان کی ذات گرامی قدیم روایات صالحہ کی یادگار تھی۔ ان کی وفات ایک عظیم علمی وادبی سانحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

ایبٹ آباد اور کراچی میں رفقاء کے لیے تربیتی کورسز

ان شاء اللہ العزیز

مسجد بلال دھوبی گھاٹ چوک، مری روڈ، ایبٹ آباد میں

18 / جولائی 2010ء، بروز اتوار نماز عصر تا 24 / جولائی بروز ہفتہ نماز ظہر

مبتدی تربیتی کورس

قرآن اکیڈمی یاسین آباد، بلاک 9، فیڈرل بی ایریا کراچی میں

24 / جولائی 2010ء، بروز ہفتہ نماز عصر تا 30 / جولائی بروز جمعہ

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

اور 29 / جولائی بروز جمعرات بعد نماز عصر تا 31 / جولائی بروز ہفتہ نماز ظہر

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء ان کورسز میں شامل ہوں۔
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ کراچی:	برائے رابطہ ایبٹ آباد:
021-36311223	0321-9808468

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت: (042)36316638-36366638 0333-4311226

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کا دورۂ میانوالی

8 جون 2010ء کو امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید امیر حلقہ سرگودھا ڈویژن ڈاکٹر رفیع الدین کے ہمراہ مولانا خواجہ خان محمد مرحوم کی رہائش گاہ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی میں ان کے بیٹوں کے ساتھ تعزیت کے لیے تشریف لائے۔ اس موقع پر امیر حلقہ نے تنظیم اسلامی میانوالی کے امیر حاجی محمد عبداللہ خان کو بذریعہ فون رفقاء تنظیم اسلامی سے خصوصی ملاقات کی ہدایت فرمائی۔ مقامی امیر نے موقع کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے امیر محترم سے ایک عوامی خطاب کی درخواست کی، جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا۔ امیر محترم نے مسجد بیت المکرم میں بعد نماز مغرب ''اُمتِ مسلمہ کی موجودہ زبوں حالی اور نوید خلافت'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ قبل ازیں خطاب کی پبلسٹی کے لیے انفرادی رابطے کے علاوہ ریڈیو پاکستان میانوالی پر مقامی خبروں میں دوبار اعلان کرانے کے ساتھ ساتھ کیبل نیٹ ورک کے مقامی چینل پر پورے دن اشتہاری پٹی چلائی جاتی رہی، جس کے ذریعے وسیع حلقے تک خطاب کی اطلاع پہنچ گئی۔ چنانچہ لوگ بڑی تعداد میں امیر محترم کا خطاب سننے مسجد بیت المکرم میں پہنچ گئے۔ مقامی علماء نے بھی پروگرام میں خصوصی دلچسپی لی۔ بہت سے علماء کرام اور طلبہ بھی خطاب سننے کے لیے تشریف لائے۔ علماء کرام نے بعد نماز عصر امیر محترم سے ملاقات بھی کی۔ امیر محترم نے اپنے خطاب میں سابقہ اور موجودہ اُمت مسلمہ کا موازنہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب سابقہ اُمت مسلمہ بنی اسرائیل نے اپنی دینی ذمہ داریوں سے مجرمانہ غفلت برتی تو اُن پر اللہ کے عذاب کے کوڑے برسے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کیا، جس نے لاکھوں یہودیوں کو تہ تیغ کیا اور کئی لاکھ کو قیدی بنا کر اور بھیڑ بکریوں کی طرح ہانک کر عراق لے گیا۔ آج وہی ذلت و مسکنت ہمارا مقدر بنی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے شریعت سے غداری کی ہے۔ 57 مسلم ممالک میں سے کسی ایک نے بھی ایک انچ زمین پر بھی اللہ کے رسول ﷺ کی لائی ہوئی شریعت نافذ نہیں کی۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ہم اہل پاکستان تو بہت بڑے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں کہ اپنے پڑوس میں قائم اسلامی حکومت کے خاتمے میں امریکہ کا ساتھ دیا اور طالبان کو امریکہ کے آگے جھکانے کی کوشش کی۔ یہ الگ بات ہے کہ پورا عالم کفر امریکہ، نیٹو اور مسلمان کٹھ پتلیوں کے اکٹھا ہونے کے باوجود طالبان کو نہ جھکایا جا سکا، بلکہ اب خود کفر و باطل کا لشکر بدترین شکست سے دوچار ہے۔ طالبان تو سرخرو ہو گئے، مگر ہم نے تو اس مجرمانہ تعاون کے سبب اپنے رب کو ناراض کر دیا ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے مزید کہا کہ ان مایوس کن حالات کے باوجود اللہ کے رسول ﷺ کی واضح پیشین گوئیاں موجود ہیں کہ قیامت سے پہلے پورے روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ اس کے لیے کوششوں کا آغاز بھی ان شاء اللہ اسی خطۂ زمین سے ہوگا، جسے ہم نے دُشمنانِ اسلام اور مسیح الدجال کے ایجنٹوں کے ساتھ مل کر میدان جنگ بنایا ہوا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمارے پاس اب بھی وقت ہے کہ اپنے رویے پر نظر ثانی کر کے، اجتماعی توبہ کریں اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے ساتھ بے وفائی کی روش ترک کر کے دینِ حق کے غلبے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔

(مرتب: ٹیچر بشیر احمد)

اوکاڑہ کے علماء کرام کا ڈاکٹر عارف رشید صاحب سے اظہار تعزیت

قاری سعید احمد عثمانی خطیب جامع مسجد عثمانیہ کی دعوت پر گول چوک اوکاڑہ میں علماء کے ساتھ ایک نشست ہوئی، جس میں سید احسان الحق شاہ گیلانی چیئرمین القرآن ٹرسٹ، مولانا عبدالاحد مہتمم جامعہ اشرفیہ رحمان کالونی (اوکاڑہ)، مولانا غلام محمد مہتمم جامعہ محی الدین، مولانا عبدالشکور مدرس جامعہ محمودیہ عیدگاہ، مولانا محمد اعظم مہتمم جامعہ انوریہ پل والی مسجد، حاجی جاوید اقبال مہتمم بیت الصالحات، قاری لیاقت علی مدرس جامعہ عثمانیہ، اور قاری نذیر احمد جیسے علماء شامل تھے۔ اس نشست میں علماء کرام نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کی وفات پر ان کے صاحبزادے ڈاکٹر عارف رشید سے تعزیت کی۔ علماء کرام نے ڈاکٹر صاحب کی خدمات کو سراہا۔ اُن کا کہنا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کی وفات سے امت مسلمہ ایک عظیم دینی اسکالر سے محروم ہو گئی ہے اور اُن کی رحلت سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ مستقبل قریب میں پُر نہ ہو سکے گا۔ سہ پہر چار بجے ڈاکٹر عارف رشید صاحب لاہور روانہ ہو گئے۔ ہم قاری سعید احمد عثمانی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جنہوں نے علماء کے ساتھ ہماری اس نشست کا اہتمام فرمایا۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

(رپورٹ: عابد حسین)

تنظیم اسلامی جھنگ کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام

تنظیم اسلامی جھنگ کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی جھنگ میں 22 مئی بروز ہفتہ عصر تا عشاء تنظیم اسلامی کے انقلابی فکر سے متاثر احباب اور رفقاء کے لیے فہم دین پروگرام ہوا۔ جھنگ کے علاقہ میں تنظیم اسلامی کی دعوت اور طریق کار کو سمجھنے کے لیے یہ اپنی نوعیت کا پہلا پروگرام تھا۔ حاضری سوا سو افراد کے لگ بھگ تھی۔ 5 بجے ہی احباب و رفقاء کی آمد شروع ہو گئی تھی۔ نماز عصر کے بعد امیر حلقہ پنجاب وسطی انجینئر مختار فاروقی نے ''ہماری رسوائی کا سبب'' کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے امت مسلمہ کے ماضی اور حال کا نقشہ کھینچا۔ انہوں نے کہا کہ ہم مسلمانوں کی عالمی سطح پر رسوائی کا حقیقی سبب مہجوریٔ قرآن ہے اور علاج قرآن حکیم سے تمسک ہے۔ انہوں نے تاریخی حوالے سے بنی اسرائیل کے حالات و واقعات اور ان کی رسوائی کے اسباب سے بھی سامعین کو آگاہ کیا، اور بتایا کہ جن جرائم کے وہ مرتکب ہوئے تھے آج ہم بھی کم و بیش انہی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حاضرین نے فاروقی صاحب کی تقریر کو بے حد پسند کیا۔ مغرب سے دس منٹ پہلے تقریر کا اختتام ہوا۔

بعد نماز مغرب نائب ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی وسطی پاکستان پروفیسر خلیل الرحمٰن نے ''پلٹ آ ؤ رب کی طرف'' کے عنوان پر اپنی پُر مغز تقریر میں رفقاء و احباب کو جھنجھوڑا۔ انہوں نے کہا کہ دین سے بے وفائی کے سبب ہم ذلت و رسوائی کے عذاب میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ دورنگی چھوڑ کر اللہ کے رنگ میں رنگ جائیں اور منافقت، کرپشن، ظلم پر مبنی نظام کے مقابلے میں خلافت راشدہ کے نظام کو نافذ کرنے کی جدوجہد کریں۔ ان کے بعد امیر تنظیم اسلامی حلقہ فیصل آباد ڈویژن رشید عمر صاحب نے ''بحیثیت امتی ہماری ذمہ داری'' کے عنوان پر تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ امت محمدؐ یہ خیر امت ہے۔ اُس کا مشن شہادت علی الناس اور فریضۂ اقامت دین کی ادائیگی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے اپنی صلاحیتیں وقف کر دیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ فریضۂ اقامت دین کی ادائیگی کے لیے کسی جماعت کے ساتھ جڑنا ضروری ہے، اس لیے کہ اجتماعی جدوجہد کے بغیر نظام خلافت کا قیام ممکن نہیں۔ انہوں نے حکمرانوں کی بے حمیتی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ انٹرنیٹ پر گستاخانہ خاکوں کی اشاعت پر انہوں نے اپنا کردار ادا نہیں کیا، جو نہایت افسوسناک ہے۔ یہ پروگرام پونے دس بجے اختتام پذیر ہوا۔

جس کے بعد نماز عشاء ادا کی گئی اور شرکاء کے لیے طعام کا اہتمام کیا گیا، جس میں شرکاء کو ڈنر بکس دیئے گئے۔ نقابت کے فرائض راقم الحروف نے ادا کیے۔ اس پروگرام کی کامیابی محض اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم کا نتیجہ ہے۔ پروگرام کے لیے تنظیم کے نقباء و امراء اور قرآن اکیڈمی کے عملہ نے بھرپور محنت کی۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ پروگرام کے اختتام پر شرکاء میں کچھ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ چند احباب نے رابطہ کی غرض سے اپنے نام پتے لکھوائے۔

(مرتب: عبدالمجید کھوکھر)

بہاولپور میں سہ روزہ پروگرام کا انعقاد

الحمدللہ، حلقہ بہاولنگر کے زیر اہتمام تربیتی سہ روزہ پروگراموں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس سلسلے میں 28 تا 30 مئی کو ایک سہ روزہ پروگرام قرآن اکیڈمی مسجد جامع القرآن بہاولپور میں منعقد کیا گیا۔ امیر حلقہ بعد نماز جمعہ راقم الحروف کے ہمراہ بہاولپور کے لیے روانہ ہوئے اور

مغرب کی نماز سے پہلے قرآن اکیڈمی میں پہنچ گئے۔ ملتزم رفقاء اور نقباء مسجد میں موجود تھے۔ نماز مغرب کے بعد پروگرام کا آغاز ہوا۔ اِن تمام سہ روزہ تربیتی پروگراموں میں منتخب نصاب نمبر 2 کو سبقاً سبقاً پڑھایا جاتا ہے۔ ایک سبق کے مکمل ہونے پر رفقاء کو گروپس کی شکل میں مذاکرے اور اعادے کا وقت بھی دیا جاتا ہے۔ امیر حلقہ بہت محنت سے یہ اسباق پڑھاتے ہیں۔ اِن سہ روزہ پروگراموں میں راقم کی ذمہ داری ہر نماز کے بعد حدیث مبارکہ کے درس کی ہے، جو بتوفیق الٰہی ادا ہو رہی ہے۔ اس پروگرام میں بہاولپور تنظیم کے 12 ملتزم رفقاء اور نقباء نے شرکت کی۔ 2 رفقاء جزوی طور پر شریک ہوتے رہے۔ محمد منشاء بھائی یزمان سے ہفتہ کی صبح پہنچے۔

یہ پروگرام 30 مئی کو اپنے اختتام کو پہنچا۔ رفقاء نے اپنے تاثرات میں پروگرام کو مجموعی طور پر بہت مفید قرار دیا۔ پروگرام میں کھانا کھلانے کی ذمہ داری محمد افضل، علی رضا، عثمان تنویر، سیف الرحمٰن اور محمد اشرف نے بڑے احسن انداز سے نبھائی۔ اللہ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ (مرتب: محمد رضوان عزمی)

تنظیم اسلامی ملتان شہر کے اُسرہ چوک شہیداں میں کارنر میٹنگ

30 مئی 2010ء بعد نماز مغرب تنظیم اسلامی ملتان شہر کے تحت اسرہ چوک شہیداں میں ایک کارنر میٹنگ کا پروگرام ہوا۔ قبل ازیں اس پروگرام کی تشہیر کے لیے ایک ہزار ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے اور مساجد میں اعلان کروائے گئے۔ یہ پروگرام ایک ہوٹل میں کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض اسرہ پاک گیٹ کے نقیب مظہر نواز صدیقی نے انجام دیے۔ امیر تنظیم اسلامی ملتان شہر جام عابد حسین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج ہم جس ذلت و رسوائی سے دوچار ہیں، اس کی اصل وجہ دین سے دوری ہے۔ ہم نے قرآن و سنت کی تعلیمات کو بھلا دیا ہے۔ جس کے سبب ذلت و رسوائی کے عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ ہم جب تک اس باطل اور فرسودہ نظام کو جڑ سے اکھاڑ نہ دیں، ہمارے حالات نہیں سنوریں گے۔ لیکن یہ کام آسان نہیں۔ اس مقصد کے لیے سخت جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ایک منظم جماعت اور تربیت یافتہ کارکنوں کی ضرورت ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی طاقت امریکہ ہمارے درپے ہے۔ وہ ہمارے وجود کو مٹانا چاہتا ہے۔ امریکہ کی عالمی طاقت کے مقابلے میں اللہ کی مدد دین پر عمل پیرا ہونے سے آئے گی۔ ہمیں چاہیے کہ قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اللہ سے توبہ کریں، اور اس کے دین کو غالب کرنے کے لیے تن من دھن لگا دیں۔ اس پروگرام میں 125 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

(رپورٹ: ناصر انیس خان)

حلقہ کراچی جنوبی کا ماہانہ تربیتی و دعوتی اجتماع

حلقہ کراچی جنوبی کا ماہانہ تربیتی اجتماع برائے مئی 2010، شارع فیصل پر واقع Tulip Lawn میں منعقد ہوا۔ یہ پرگرام دو حصوں پر مشتمل تھا۔ پہلے حصے کا دورانیہ صبح ساڑھے آٹھ تا ساڑھے دس بجے تھا، جس کی نوعیت تربیتی تھی۔ اس موقع پر حلقہ کے ناظم تربیت ڈاکٹر محمد الیاس نے منتخب نصاب 2 کے درس نمبر 6 کے ذریعے رفقاء کو اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کے اوصاف ذہن نشین کرائے۔ صبح دس تا ساڑھے دس بجے سوال و جواب کی نشست ہوئی جس کے دوران امیر حلقہ حافظ نوید احمد نے رفقاء کے سوالوں کے جوابات دیے۔

پروگرام کے دوسرے حصے کی نوعیت دعوتی تھی۔ اِس میں امیر حلقہ حافظ نوید احمد نے صدر پاکستان، وزیر اعظم اور چیف آف آرمی سٹاف کی خدمت میں کی گئی گزارش بعنوان ”ہم کدھر جا رہے ہیں، خدارا، اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دیں“ کا مطالعہ کروایا اور اس ضمن میں ملکی صورتِ حال اور اس پر بیرونی اثرات اور سازشوں کے حوالے سے تفصیلات حاضرین کے سامنے رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ اب یہ بات کسی ثبوت کی محتاج نہیں کہ امریکہ ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ایک طرف امریکہ اور اس کی حمایت یافتہ یہود و ہنود کی خفیہ ایجنسیاں پاکستان میں بدامنی اور انتشار پھیلانے کی سازش کر رہی ہیں اور دوسری طرف ہمارے حکمران اپنے دشمن کے ساتھ مل کر اپنے ہی لوگوں کے ساتھ موت کا کھیل، کھیل رہے ہیں۔ اربابِ اقتدار کو چاہیے کہ وہ مسلمانان پاکستان اور ملک کے بہترین مفاد میں فوری طور پر امریکی اتحاد سے الگ ہونے کا اعلان کریں اور امریکی غلامی سے نکل کر اللہ کی غلامی اختیار کریں، ورنہ دنیا و آخرت دونوں کی بربادی ہمارا مقدر ہوگی۔ 16 مارچ 2010 کو بانی محترمؒ نے لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا تھا جس کا موضوع تھا ”عظیم ترین صلیبی جنگ“۔ اسی پریس کانفرنس کو حلقہ کراچی جنوبی نے کتابچہ کی شکل میں شائع کروایا ہے۔ اس کتابچے کا مطالعہ کرواتے ہوئے امیر حلقہ نے کہا کہ بانی محترمؒ نے اس کتابچے میں نہایت مختصر مگر مدلل انداز میں مسلمانوں کے خلاف صیہونی و صلیبی سازشوں کو بے نقاب کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ ہر اس اسلامی ملک کے خلاف کارروائیاں کر رہا ہے جس سے گریٹر اسرائیل کے لیے خطرہ کا اندیشہ ہو اور خصوصاً ایسے ممالک جہاں اسلام اپنی حقیقی شکل میں پروان چڑھ رہا ہو۔ عراق اور ایران کی جنگ کے ذریعے پہلے دو مسلمان ملکوں کو معاشی طور پر کمزور کیا گیا اور لاکھوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ بعد ازاں افغانستان پر فوج کشی، عراق پر حملہ اور اب پاکستان پر دباؤ اِسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ افغانستان کے بعد اب پاکستان کو کمزور کرنا اور اپنے زیرنگیں رکھنا امریکہ کے لیے یوں بھی بہت ضروری ہے کہ پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے اور کسی مسلم ملک کا ایٹمی صلاحیت کا حامل ہونا امریکہ اور اسرائیل کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔ امریکہ ہمیشہ کی طرح اب بھی ہمیں اپنی دوستی کے نام پر دھوکہ دے رہا ہے۔ ہمیں چاہیے کے امریکہ کی غلامی سے نجات حاصل کریں اور اللہ کی غلامی اختیار کریں۔ امریکی مطالبات پر اپنے ہی مسلمان بھائیوں سے موت کا کھیل کھیلنا اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اور اسی کے سہارے قائم رہ سکتا ہے۔ یہ پروگرام تقریباً پونے ایک بجے تک جاری رہا۔ شرکاء کی تعداد 300 سے زائد تھی۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

تنظیم اسلامی میرپور کے زیر اہتمام جی دارالسلام میں دعوتی پروگرام

30 مئی 2010ء کو تنظیم اسلامی میرپور کے زیر اہتمام جی دارالسلام میں دعوتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز میاں فیاض اختر (ناظم دعوت تنظیم اسلامی میرپور آزاد کشمیر) کے درس سے ہوا۔ انہوں نے سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کے حوالے سے درس قرآن دیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان پر اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ وہ بڑی رحیم و کریم ہستی ہے۔ ہمیں اپنے ہر معاملہ میں اسی سے دعا مانگنی چاہیے۔ دعا عبادت کا حصہ ہے۔ دعا نہ مانگنا تکبر کی علامت ہے۔ پروفیسر محمد اقبال انصاری نے توحید و رسالت اور آخرت پر مختصراً گفتگو کی۔ راجہ ناصر محمود نے جماعتی زندگی پر بیان کیا۔ چودھری نائب حسین نے آخرت کے حوالے سے مختصر گفتگو کی۔ مقامی امیر سید محمد آزاد نے نظم جماعت پر گفتگو کی۔ ان کی گفتگو کے بعد بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے سورۃ الشمس کے درس کی ویڈیو دکھائی گئی۔ اس پروگرام میں 17 رفقاء اور 25 احباب شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ شرکاء کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ (رپورٹ: غلام سلطان)

God, His names, attributes and deeds. It shows him the path that leads to Him and the rewards that await the one who successfully treads His path. It warns him of the robbers and the calamities on the path. To sum up, meditation upon the meanings of the Quran gives him the true knowledge of his Lord, of the way to reach Him and of the generous reward that his Lord has prepared for him. It also gives him knowledge of what Satan calls towards, and the way that lead to it, and the humiliation and chastisement that lies in this ignominious path. It is necessary for the servant to know and ponder upon these six matters.

Reflection upon the Quran shows one the Hereafter as if he were witnessing it with his own eyes, and diminishes this world in his eyes as if he was not in it. It bestows upon him the ability to distinguish between the truth and the falsehood in every disputed matter of this world --- showing him the truth as the truth and falsehood as falsehood.

The message of the Quran revolves around the concept of *Tawheed*, its evidence and manifestations, and other attributes of Allah --- all marked by perfection and infinitude --- in which the Almighty is unique. It further includes the knowledge of Allah's apostles, evidence of their truthfulness, and their rights (upon the humanity who is indebted to them and must honor and follow them). It speaks of belief in Allah's angels, and in the Last Day. It speaks volumes of the greatness and inevitability of the Last Day which will bring with it the eternal torment for some and eternal luxury and joy for others.

The message of the Quran calls the servant towards his Lord with beautiful promises and warns him of a terrible punishment. It guides him through the confusion of human opinions (*aara*) and *mazahib* (sub-paths, narrower paths within Islam or outside it) to the one right path. It strengthens him against the paths of innovation and deviation. It encourages him to be vigilant in being thankful to his Exalted Lord, and be persevering in calamities and difficulties that he might encounter in Allah's path. It calls out persistently: beware, beware! Hold on to God and ask for His help --- and say "Sufficient for me is Allah, and He is the best advocate." (*Courtesy: Al-Jumuah*)

تبصرۂ کتب

نام کتاب: **سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ**

(جلد اوّل، دوم)

مرتب: شیخ عمر فاروق

صفحات: 682 + 688 = 1370

ہدیہ: الوقف للہ

ملنے کا پتہ: جامعہ تدبر القرآن 15۔بی وحدت کالونی، لاہور

تبصرہ نگار: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

کتاب کے مرتب شیخ عمر فاروق عمر رسیدہ بزرگ اور عالم دین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اُنہیں وسعت علمی سے نوازا ہے وہاں اُن کو دریا دلی بھی عطا فرمائی ہے۔ محدود ذرائع آمدنی کے باوجود وہ فراخ دلی کے ساتھ لاکھوں روپے خرچ کر کے اسلامی تعلیمات پر مبنی کتابیں شائع کر کے لوگوں میں تقسیم کر چکے ہیں۔ اُن کی چند معروف کتب درج ذیل ہیں۔

☆ الفرقان، تفسیر وتشریح سورۃ البقرہ

☆ الفرقان، تفسیر وتشریح پارہ عم

☆ الحکمۃ، منتخب احادیث کا مجموعہ

☆ شریعت اسلامیہ کے محاسن، حصہ اول، حصہ دوم

اُن کی تازہ ترین کتاب "سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ" ہے، جو ابھی شائع ہوئی ہے۔ یہ اُن کے دروس کا مجموعہ ہے۔ اِس کی دو جلدیں ہیں جو 1370 صفحات پر مشتمل ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ قرآنی آیات کی روشنی میں سیرت النبی ﷺ مرتب کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ ہر عنوان پر وہ قرآن مجید کی ایک دو آیات لے کر پہلے اُن کے الفاظ کے معانی سمجھاتے ہیں پھر اُن کی توضیح میں مستند اور معروف تفاسیر سے اقتباسات نقل کرتے ہیں۔ عنوان پر بحث کے اختتام پر آیات مبارکہ کی حکمتیں اور بصیرتیں اختصار کے ساتھ دلنشین انداز میں بیان کرتے ہیں، جس سے آیات کی تفہیم آسان ہو جاتی ہے۔

شیخ صاحب درد دل رکھنے والے انسان ہیں۔ اُن کی خواہش ہے کہ ہر مسلمان قرآن مجید کا مطالعہ کرے۔ قرآن مجید کا دوسرا عنوان سیرت طیبہؐ ہے۔ کیونکہ قرآنی تعلیمات پر اولین عمل کرنے والے خود رسول اللہ ﷺ تھے۔ مؤلف کا انداز تحریر سادہ اور مؤثر ہے۔ اُن کی تحریر اگر کھلے دل سے پڑھی جائے تو قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اُن کی تحریریں خلوص نیت اور انسانی ہمدردی کا مظہر ہوتی ہے۔

شیخ عمر فاروق سلف صالحین کا نمونہ ہیں۔ سادگی اُن کی شخصیت کا حصہ ہے، مگر اپنی تصنیفات کے معاملہ میں وہ خاصے باذوق ہیں۔ اُن کی کتابیں اچھے کاغذ پر معیاری کمپوزنگ کا نمونہ ہوتی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب تو اُن کے اعلیٰ ذوق کی نمائندہ اور حبِ نبویؐ کا مظہر ہے۔ اُنہوں نے دونوں جلدوں کو یکجا کر کے کارڈ بورڈ کے خوبصورت ڈبے میں gift pack کے طور پر رکھا ہے۔

دو جلدوں پر مشتمل یہ سیٹ جامعہ تدبر القرآن 15 بی، وحدت کالونی، وحدت روڈ لاہور سے مل سکتا ہے۔ ڈاک میں بھیجنا ممکن نہیں۔

Imam Ibn-ul-Qayyim

The Proper Way to Contemplate The Quran

Three things aid proper contemplation or *tafakkur*. One: thinking of the transience and shortness of this life and avoiding long hopes; two: reflecting on the Quran; three: avoiding corruptions that ail the heart.

To recognize the shortness of this life and nearness of death is most beneficial for the heart and impels the believer to take advantage of every moment of his or her life, moves the focus of attention and concern to the Abode of Eternity, encourages one to compensate for what is missing the preparation of the journey and makes one abstemious in matters of this ephemeral life. If one persists in such contemplation, it leads one to see the truth of this life --- and how little of it is left --- less than what remains on one's finger when dipped into an ocean, while the ocean is the eternal life of the Hereafter. The sun of this world has set --- as if just setting down the hilltops in the evening. The conditions and signs prophesied to mark the end of times have come true. Death and you, as if, are two friends on their way to meet each other --- and any moment you two shall meet and embrace each other.

Sufficient it is to recall the words of Almighty:

- "One day He will gather them together: (it will be) as if they had lived only an hour of a day --- just getting to know each other…." [10:45]
- "On the day when they see it, it will be as if they had but lived for an evening or its morning." [79:46]
- "On the day when they see that which they are promised (it will seem to them) as though they had lived for but an hour of daylight. A clear message. Shall any be destroyed save the transgressors?" [46:35]
- "In whispers will they consult each other: You lived not longer than ten (days); We know best what they say, when the fairest of them in course would say: (in fact) You lived for not more than a day!" [20:103-104]

Once the Messenger of Allah (ﷺ) said to his companions at a time when the evening was drawing near and the sun was barely above the mountains, "What is left of this world compared to what has passed of it is no more than what has been left of this day compared to what has passed of it." [Ahmad]

CONTEMPLATING THE QURAN

Reflection on the Quran is accomplished when the heart sees its meanings, and the mind becomes focused on grasping its implications and the purpose of its revelation. Mere mindless recitation is not sufficient. God Almighty has said:

- "(It is) a Book We have revealed to you abounding in good that they may ponder over its verses, and that those endowed with understanding may be mindful." [38:29]
- "Do they not then reflect on the Quran, or are their hearts locked up?" [47:24]
- "We have made it an Arabic Quran so that you may understand." [43:3] Al-Hasan commented on this, "He has revealed the Quran so that it may be pondered and reflected on and acted upon."

There is nothing more beneficial for a servant of God, both in matters of this life and the next, than thinking about the Words of God --- meditating upon them for long periods of time, concentrating one's mind (thoughts) and heart (emotions, feelings, desires) on these words. This meditation upon the meanings of the verses of the Quran endows one with true knowledge of good and evil --- of their essence, their means and their consequences. It establishes the foundations of the fort of faith in one's heart, raises its walls and strengthens its pillars. It shows one the images of the Heaven and Hell, shows him around (as if in a museum of human history) the past nations and peoples and lays bare their great and tragic days, points to him the immense lessons hidden in these events and makes him recognize the justice and mercy of God upon His servants. It tells him about